ماہنامہ

خالد

احمدی نوجوانوں کیلئے

مدیر

اسفندیار منیب

جنوری 2004ء

زندگی تیرے دم سے بدلنے لگی عشق تازہ ہُوا جاں سنبھلنے لگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام — محترم صدر صاحب کا پیغام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عید الفطر کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

"آج اس عید کے دن سے یہ عہد بھی کرنا ہے کہ گزشتہ تیس یا انتیس دنوں میں جن نیکیوں کے کرنے کی ہم نے عادت ڈالی ہے اُن پر ہم قائم رہیں گے، جن عبادتوں کی جاگ ہمیں لگ چکی ہے، وہ اب بڑھے گی کم نہیں ہوگی"۔

(فرمودہ 26 نومبر 2003ء)

نئے سال کے آغاز پر حضور انور کے اس ارشاد کی روشنی میں ہم سب کو اس عہد پر پورا اترنے کی کوششوں کا بھرپور آغاز کرنا ہے اور جن نیکیوں کے کرنے کی ہم نے رمضان المبارک میں عادت ڈالی ہے ان میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر ٹائٹل ڈیزائننگ: شیخ خالد محمود پانی پتی پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی قیمت 10 روپے ..... سالانہ 100

اداریہ

ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گذرے

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
کہ وہ شخص گھاٹے میں ہے جس کے دو دن برابر ہوئے یعنی مومن
کا ہر آنے والا لمحہ جانے والے لمحے سے زیادہ بہتر اور زیادہ بابرکت ہونا
چاہیے۔ اسی مضمون کو قرآن کریم یوں بیان فرماتا ہے کہ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ
الْاُوْلٰی۔

یہ وہ پیمانہ ہے جس سے ہم اپنی زندگی کا جائزہ لے سکتے ہیں اور یہ وہ خود احتسابی ہے جس کے لئے کسی بیرونی منصف یا نگران کی ضرورت نہیں پڑتی، کیونکہ خود انسانی فکر و نظر اپنا جائزہ لیتی ہے اور خوب سے خوب تر، بہتر سے بہترین کا سفر طے کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اسی تناظر میں ہم نئے سال کی مبارک باد دیتے ہیں کہ آنے والا سال ہر لحاظ سے پچھلے سے زیادہ بہتر اور خوب تر ہو۔ دنیاوی ترقیات کا سفر بھی آگے بڑھے اور روحانی رفعتیں بھی دم بدم نصیب ہوں۔ ہر احمدی جب دوسرے کو نئے سال کی مبارک باد دیتا ہے تو اس سوچ کے تابع ہی دیتا ہے۔

اللہ کرے کہ یہ سال نوع انسانی کے لئے ہر لحاظ سے بہتر ہو اور احمدیوں کے لئے تو بے پناہ برکتوں کا سال ہو، امن و سکون کا سال ہو، خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت بڑھانے والا سال ہو، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حقیقی الفت اور بے مثال اطاعت میں بڑھانے والا سال ہو۔ آمین

سیرۃ النبی ﷺ

قیامِ توحید

صبح وشام توحید کا اقرار

آنحضرت ﷺ کا اوڑھنا بچھونا توحید ہی تھا۔ صبح وشام خدا کی توحید کا دم بھرتے تھے۔ دن چڑھتا تو آپؐ کے لبوں پر یہ دعا ہوتی۔ ''ہم نے اسلام کی فطرت اور کلمہ اخلاص (یعنی توحید) پر اور اپنے نبی محمدؐ کے دین اور اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر صبح کی، جو موحد تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے''۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۴۰۶ مطبوعہ بیروت)

شام ہوتی تو یہ دعا زبان پر ہوتی۔ ''ہم نے اور سارے جہاں نے اللہ کی خاطر شام کی ہے اور تمام تعریف اللہ کے لئے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے۔ تمام تعریفوں کا وہی مالک ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے''۔ (مسلم کتاب الذکر)

مصیبت کے وقت توحید کا اقرار

کوئی مصیبت درپیش ہوتی تو یہ دعا کرتے۔ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عظمت والا اور بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظیم عرش کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان اور زمین کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش کریم کا رب ہے''۔ (بخاری کتاب الدعوات)

توحید کی عظمت کے لئے لڑائی

ایک دفعہ کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کوئی شخص حمیت کی خاطر لڑتا ہے، کوئی شجاعت کے لئے تو کوئی مالِ غنیمت کی خاطر۔ ان میں سے خدا کی خاطر جہاد کرنے والا کون شمار ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ''وہ شخص جو اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور توحید کی عظمت قائم ہو، فی الحقیقت وہی خدا کی راہ میں لڑنے والا شمار ہوگا''۔ (بخاری کتاب الجہاد)

کلمہ توحید کا احترام

رسول اللہ ﷺ نے توحید کا یہ احترام بھی قائم کیا کہ اپنے اوپر حملہ آور ہونے والے اور ظلم کرنے والے جانی دشمنوں کے متعلق فرمایا کہ اب بھی اگر یہ کلمہ توحید پڑھ لیں تو ہماری ان سے کوئی لڑائی نہیں۔ (بخاری کتاب الایمان)

توحید کے اقراری کا قتل

حضرت مقداد بن عمرو کندیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ اگر کسی کافر کے ساتھ میدان جنگ میں میرا مقابلہ ہو، وہ میرا ہاتھ کاٹ دے اور کسی درخت کی آڑ لے کر مجھ سے بچنے کی خاطر کہہ دے کہ میں اللہ کی خاطر مسلمان ہوتا ہوں تو کیا اس کلمے کے بعد میں اسے قتل کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ فرمایا ''نہیں تم اسے ہرگز قتل نہ کرو''۔ میں نے عرض کیا حضورؐ اس نے میرا ہاتھ کاٹا ہے اور اس کے بعد مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ''اسے قتل نہ کرو۔ اگر تم اسے قتل کرو گے تو وہ مسلمان اور تم کافر سمجھے جاؤ گے''۔ (بخاری کتاب المغازی)

حضرت اسامہؓ نے جب ایک جنگ میں مدِ مقابل دشمن کو (جس نے کلمہ پڑھ لیا تھا) ہلاک کردیا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ توحید کا اقرار کرنے والے ایک شخص کو کیوں قتل کیا؟ قیامت کے روز جب کلمہ تمہارے گریبان کو پکڑے گا تو کیا جواب دو گے؟ اور جب اسامہؓ نے کہا کہ وہ سچے دل سے کلمہ نہیں پڑھتا تھا تو فرمایا کہ ''کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟'' (مسلم کتاب الایمان)

غیرتِ توحید

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ حرۃ الوبرہ مقام پر ایک مشرک شخص حاضر خدمت ہوا۔ جرأت وشجاعت میں اس کی بہت شہرت تھی۔ صحابہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے (کہ ایک سورما حالت جنگ میں میسر آیا ہے)۔ اس نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس شرط پر آپ کے ساتھ لڑائی میں شامل ہونے آیا ہوں کہ مالِ غنیمت سے مجھے بھی حصہ دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر تم جاسکتے ہو۔ میں کسی مشرک سے مدد لینا نہیں چاہتا۔ سبحان اللہ! توحید کی کیسی غیرت ہے کہ حالتِ جنگ میں ہوتے ہوئے بھی ایک بہادر سورما کی مدد اس لئے قبول کرنے کو تیار نہیں کہ مشرک ہے۔ کچھ دیر بعد اس نے پھر حاضر ہو کر یہی درخواست کی تو آپؐ نے وہی جواب دیا۔ وہ تیسری دفعہ آیا اور عرض کیا کہ مجھے بھی شریک لشکر کرلیں۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہو؟ اس دفعہ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ٹھیک ہے پھر ہمارے ساتھ چلو''۔ (مسلم کتاب الجہاد)

عظمتِ توحید

غزوۂ احد میں کفار مکہ کے درۂ اُحد سے دوبارہ حملہ کے بعد مسلمانوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ اس دوران ستر مسلمان شہید ہوئے تھے۔ خود حضور کی شہادت کی خبریں پھیل گئیں۔ دشمن کو اس پر خوش ہونے کا موقع میسر آ گیا۔ ابوسفیان فخر میں آ کر اپنی فتح جتلانے لگا۔ اس نازک حالت میں (جب مسلمان خود حفاظتی کی خاطر ایک پہاڑی دامن میں پناہ گزیں تھے) ابوسفیان مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''کیا تم لوگوں میں محمد ﷺ موجود ہیں؟'' رسول کریم ﷺ نے ازراہ مصلحت ارشاد فرمایا کہ ان کو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں کی خاموشی دیکھ کر ابوسفیان کا حوصلہ بڑھا۔ کہنے لگا کہ تم میں ابوقحافہ کا بیٹا (ابوبکرؓ) ہے؟ حضورؐ نے پھر ارشاد فرمایا کہ جواب نہ دو۔ اس پر ابوسفیان پھر بولا کیا تم میں خطاب کا بیٹا (عمرؓ) ہے؟ مسلمانوں کی مسلسل خاموشی دیکھ کر ابوسفیان نے فتح وکامرانی کا نعرہ لگایا اور کہا اُعلُ ھُبَل۔ ھبل بت زندہ باد۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی غیرتِ توحید نے جوش مارا اور آپؐ نے جواب دینے کا ارشاد فرمایا۔ صحابہ نے پوچھا ہم کیا کہیں؟ فرمایا کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَل۔ اللہ سب سے بلند اور اعلیٰ شان والا ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہمارا تو عزیٰ بت ہے۔ تمہارا کوئی عزیٰ نہیں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کو جواب دو اور یہ کہو کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔

(بخاری کتاب المغازی)

☆☆☆

ہمارے مہدی علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادت الٰہی

(مرسلہ: مکرم احمد طاہر مرزا صاحب)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھیروی کا شمار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی احباب میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۸۷۲ء میں ہوئی۔ ۱۸۹۰ء میں آپ نے بیعت کی اور ۱۹۵۷ء میں آپ کا وصال ہوا۔

ذکرِ حبیب آپ کا پسندیدہ موضوع تھا۔ اس وقت قارئین کے سامنے آپ کی ۱۹۲۷ء کے جلسہ سالانہ کی تقریر کے بعض حصے پیش کئے جا رہے ہیں۔ جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادتِ الٰہی کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کیا ہے۔ یہ تقریر الفضل ۳ جنوری ۱۹۳۱ء کے شمارے میں شائع شدہ ہے۔

آپ کی ظاہری عبادات کا حسن اور انکسار

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں پر اپنے جذبات کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نماز باجماعت میں یا لوگوں کے سامنے کسی نماز میں اپنے خشوع وخضوع کو اس حد تک ظاہر کریں کہ آپ کے آنسو ٹپکنے لگیں یا آپ کی گریہ کی آواز سنائی دے۔ ایک دفعہ سورج کو جب پورا گرہن لگا اور اس طرح رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی تو (بیت) اقصیٰ قادیان میں نماز کسوف ادا کی گئی۔ امام نماز مولوی محمد احسن صاحب مرحوم تھے۔ انہوں نے سورہ فاتحہ اور قرأت بالجہر پڑھی اور بعض دعائیں بالجہر بھی کیں، جس سے اکثر نمازیوں پر حالت وجد طاری ہوئی۔ بہتیرے نماز میں رو رہے اور دعائیں کر رہے تھے یا اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکر میں ان کے دل رقیق ہو رہے تھے کہ ہم رسول پاک ﷺ کی ایک پیش گوئی کو پورا ہوتا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رحم سے یہ توفیق عطا ہوئی کہ ہم اس سے فائدہ اُٹھانے والے اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو قبول کرنے والے ہیں۔ غرض اکثر لوگ گریہ وبکا میں مصروف تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو ہمارے ساتھ اس نماز میں شامل تھے اور میں حضور کے پہلو بہ پہلو کھڑا تھا، آپ کی کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور جسم میں ایسی حرکات تھیں جو ایسی رقت کی حالت میں بعض دفعہ انسان پر طاری ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی دوسری نمازوں میں یہ حال تھا جو نماز آپ لوگوں کے سامنے پڑھتے تھے اس کو آپ چنداں لمبا نہ کرتے تھے۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری مرحوم کی وفات سے چند روز قبل ایسا اتفاق ہوا کہ میں نے (بیت) مبارک میں ایک نماز کی امامت کرائی۔ نماز کے ختم ہونے پر فوراً مولوی عبداللہ صاحب تبسم کرتے ہوئے آگے بڑھے اور فرمانے لگے آپ نے بعینہ ایسی مختصر نماز پڑھائی جیسا کہ ابتدائی زمانوں میں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھایا کرتے تھے جب کہ ہنوز آپ کا کچھ دعویٰ نہ تھا اور آپ براہین احمدیہ لکھا کرتے تھے اور میں کئی کئی ماہ متواتر حضور کی خدمت میں ٹھہرا کرتا تھا اور نماز کے اندر صرف تین یا چار آدمی ہوتے تھے تب بھی ہمیشہ نہیں لیکن گاہے گاہے حضور خود نماز پڑھایا کرتے

تھے۔ دعویٰ کے بعد بہت کم ایسا اتفاق ہوا کہ حضور نے خود نماز پڑھائی ہو۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب، حضرت مولوی نورالدین صاحب، حضرت مولوی محمد احسن صاحب، مولوی حکیم فضل الدین صاحب پیش امام نماز ہوا کرتے تھے۔ ایام مقدمہ کرم الدین میں جب کہ یہ بزرگ ساتھ نہ ہوتے تھے کئی ماہ تک عاجز پیش امام نماز ہوتا رہا لیکن جنازوں کی نماز ہمیشہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود پڑھایا کرتے تھے۔ نمازوں کے اوقات کی پابندی کا آپ پورا خیال رکھتے تھے۔ پانچوں وقت کی نماز کے واسطے (بیت الذکر) میں تشریف لاتے تھے مگر وضو ہمیشہ گھر میں کر کے (بیت الذکر) جاتے تھے۔ جمعہ کے دن پہلی سنتیں بھی گھر میں پڑھ کر (بیت الذکر) تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب تک (بیت) مبارک تیار نہیں ہوئی، آپ سب نمازوں کے واسطے بڑی (بیت الذکر) (بیت) اقصیٰ کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ نماز میں آپ آمین بالجہر نہ کرتے تھے لیکن کرنے والوں کو روکتے بھی نہ تھے۔ رفع یدین نہ کرتے تھے لیکن کرنے والوں کو روکتے نہ تھے۔ بسم اللہ بالجہر نہ پڑھتے تھے لیکن پڑھنے والوں کو روکتے بھی نہ تھے۔ ہاتھ سینے پر باندھتے تھے لیکن نیچے باندھنے والوں کو نہ روکتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم جو سالہا سال تک آپ کی نماز میں پیش امام رہے اور جن کو خدا کی پاک وحی میں لیڈر کا خطاب ملا تھا، ہمیشہ بسم اللہ اور آمین بالجہر کرتے اور فجر و مغرب اور عشاء میں بالجہر قنوت پڑھتے اور گاہے گاہے رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی (بیت الذکر) میں ان امور کو موجب اختلاف نہ گردانا جاتا تھا۔ جو اصحاب کرتے تھے ان کو کوئی روکتا نہ تھا جو نہ کرتے تھے ان سے کوئی اصرار نہ کرتا تھا کہ ایسا ضرور کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں جلدی نہ کرتے تھے بلکہ سکون کے ساتھ آہستگی سے رکوع اور سجدے میں جاتے اور آہستگی کے ساتھ اٹھتے تھے"۔

تُجمَعُ لَهُ الصَّلٰوةُ

"ایک دفعہ ایک کتاب کی تصنیف میں جس کا بہت جلد شائع کرنا ضروری تھا اور رات دن پریس اس کی خاطر چلتا تھا، آپ کو اس قدر مصروفیت ہوئی کہ مجبوراً وقت کی کمی کے سبب آپ نے نمازیں جمع کرنی شروع کیں اور ساری جماعت نے بھی آپ کے ساتھ نمازیں جمع کیں اور کئی ماہ تک متواتر کسی تصنیف کے وقت یہ سلسلہ جاری رہتا اور اتنا لمبا چلتا کہ ہم سمجھتے اب ہمیشہ کے واسطے نمازیں جمع ہونے کا مسئلہ ہو جائے گا۔ اس وقت ایک صاحب نے رسول پاک ﷺ کی ایک حدیث بھی نکال کر دکھائی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔

وفات سے دو تین سال قبل جب کہ حضور نماز مغرب عشاء کے واسطے باہر (بیت الذکر) میں تشریف نہ لا سکتے، گھر کے اندر عورتوں اور اولاد کو جمع کر کے نماز پڑھاتے اور مغرب وعشاء جمع کی جاتی۔ جمع کے واسطے عموماً مغرب کا وقت تھوڑا سا گذار کر وہ نمازیں پڑھ لی جاتی تھیں مگر ایسا بھی ہوتا کہ مغرب اپنے وقت پر پڑھ کر عشاء ساتھ ملا لی جاتی یا عشاء کے وقت مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھ لی جاتی تھیں۔

جب نمازیں جمع ہوتیں تو پہلی، درمیانی اور آخری کوئی سنتیں نہ پڑھتے تھے۔ صرف فرض پڑھے جاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے ظہر کے وقت پہلی سنتیں پڑھنی شروع کر دیں تو حضور نے دو دفعہ فرمایا نماز جمع ہوگی سنتوں کی ضرورت نہیں۔ پس میں نے سلام پھیر دیا اور سنتیں نہ پڑھیں"۔

روزے

''آپ روزہ رکھنے میں بہت پابند تھے۔ اگر سحری کے وقت کھانا کھاتے ہوئے اذان ہوجائے تو پھر آپ کھانا چھوڑ دیتے تھے لیکن کمزوروں کو اجازت دیتے تھے کہ وہ روزہ نہ رکھیں۔ حاملہ عورتوں کو اجازت دیتے تھے کہ روزہ اس وقت نہ رکھیں۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں سخت گرمیوں کے لمبے دن تھے تو مجھے فرمایا کہ مفتی صاحب آپ کا جسم کمزور ہے، آپ ان دنوں میں روزہ نہ رکھا کریں۔ اس کے عوض سردیوں میں رکھ لیں۔ دینی معاملات میں آپ سختی نہ کرتے تھے۔ اَلدِّیْنُ یُسْرٌ کے مطابق آپ کے احکام ہوتے تھے۔ گو اپنے نفس پر آپ بڑی بڑی تکالیف ڈالتے تھے مگر دوسروں کو ایسا حکم نہ دیتے تھے''۔

مخفی عبادات میں آپ کا عجز وانکسار

''حافظ حامد علی صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود کے پرانے نوکر تھے اور حضور کے پاس صرف چار روپے ماہوار اور کھانے پر ملازم تھے، فرمایا کرتے تھے: بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ میں پہلی رات حضرت صاحب کے پاؤں دبانے کے واسطے آپ کی چارپائی پر بیٹھ جاتا تھا مگر پاؤں دباتے دباتے خود بھی اسی چارپائی پر اونگھنے لگتا تھا اور سو جاتا تھا۔ حضرت صاحب کبھی مجھے نہ جھڑکتے نہ خفا ہوتے، نہ اٹھاتے۔ بلکہ تمام رات میں وہیں سویا رہتا اور معلوم نہیں خود حضرت صاحب کس حالت میں گذار دیتے تھے مگر میں آرام سے سویا رہتا تھا۔ تہجد کے وقت حضور ایسی آہستگی اور خاموشی سے اٹھتے کہ مجھے کبھی خبر نہ ہوتی لیکن گاہے گاہے جب کہ آپ کی آواز خشوع وخضوع کے سبب بے اختیار بلند ہوتی مجھے خبر ہوجاتی اور میں شرمندہ ہو کر اٹھتا لیکن اگر میں بے خبری میں سویا رہتا تو حضور مجھے نماز فجر کے واسطے اٹھاتے اور (بیت الذکر) میں ساتھ لے جاتے''۔

خلوت کی عبادات

''نماز تہجد کی خلوت کے علاوہ دن کے وقت بھی عموماً ایک وقت بالکل علیحدگی میں عبادت میں گذارتے تھے۔ آپ کی رہائش کے کمرے کے ساتھ چھوٹا سا کمرہ بیت الدعاء کا ہے۔ اسے اندر سے بند کر کے دو گھنٹہ کے قریب بالکل علیحدگی میں مصروف عبادت رہا کرتے تھے۔ ایام سفر میں بھی آپ کے واسطے کوئی چھوٹا سا کمرہ خلوت کے واسطے بالکل الگ کر دیا جاتا۔ مقدمہ کرم الدین کے زمانہ میں جب کہ کئی ماہ تک گورداسپور میں قیام رہا، اس وقت جو مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا اس کے دروازے سے داخل ہوتے ہی بائیں طرف ایک چھوٹا سا کمرہ اس غرض کے واسطے الگ کر دیا تھا، جس میں حضور عموماً ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک روزانہ بالکل علیحدگی میں مصروف بہ عبادت و دعا رہتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں جب کہ ہنوز کچھ شہرت آپ کی نہ تھی اور آدمیوں کی کچھ آمد ورفت نہ تھی، اس وقت آپ عموماً تلاش خلوت میں باہر جنگل میں چلے جایا کرتے اور علیحدگی میں بیٹھ کر عبادت الٰہی کرتے''۔

نماز تہجد کا التزام

''نماز تہجد کے واسطے آپ بہت پابندی سے اُٹھا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ: تہجد کے معنے ہیں، سو کر اُٹھنا۔ جب ایک دفعہ آدمی سو جائے اور پھر نماز کے واسطے اُٹھے تو وہی اس کا وقت تہجد ہے۔ عموماً آپ تہجد کے بعد سوتے نہ تھے۔ صبح کی نماز تک برابر جاگتے رہتے......''

نفلی روزے

''رمضان شریف کے روزوں کے سوا آپ اور بھی روزے رکھتے تھے۔ ایسے روزوں کو عموماً دوسروں سے مخفی رکھتے تھے۔ رات دن (بیت الذکر) میں گذارتے اور گھر والوں کو بھی خبر نہ ہوتی تھی کہ آپ نے روزہ رکھا ہوا

ہے۔ جب دوپہر کا کھانا آتا تو آپ آدھا ایک فقیر کو دے دیتے، جو یہ خیال کرتا کہ نصف مجھے دیا ہے، نصف خود کھائیں گے اور ایک دوسرے فقیر کو مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک گھنٹہ کے بعد آئے اور وہ یہ خیال کرتا تھا کہ حضور نے آدھا کھانا کھالیا ہے اور باقی کا آدھا میرے لئے رکھا ہے۔ اس طرح سب سے مخفی رکھتے تھے اور سحری کے وقت کچھ نہ کھاتے تھے اور افطاری کے وقت بھی بہت تھوڑا کھانا کھاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ بعض دفعہ روزے میں جب کہ ہم کو بھوک کے سبب ضعف ہو جاتا تو غنودگی کی سی حالت طاری ہوتی اور ایک فرشتہ کچھ کھلا دیتا جس سے نہ صرف بدن میں طاقت پیدا ہو جاتی بلکہ بیداری کے وقت اس کھانے کی لذت اور ذائقہ دیر تک زبان پر قائم رہتا''۔

دعاؤں میں تکرار

''حافظ حامد علی صاحب یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حضور نماز میں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کا بہت تکرار کرتے تھے اور سجدہ میں یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ کا بہت تکرار کرتے۔ بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے۔ ایسا ہی حضرت صاحب کرتے۔ عموماً پہلی رکعت میں آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔ سجدہ کو بہت لمبا کرتے اور بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا کہ اس گریہ وزاری میں آپ پگھل کر بہہ جائیں گے''۔

آپ کا جینا مرنا عبادات الٰہی میں تھا

''آپ کا آخری کام بھی دنیا میں عبادت الٰہی ہی تھا۔ آپ کی وفات کے وقت میں حضور کے قدموں میں حاضر تھا۔ جب تک آپ بول سکتے تھے۔ سوائے اس کے کوئی لفظ آپ کے منہ پر نہ تھا کہ اے میرے پیارے اللہ! اے میرے پیارے اللہ! آخری نصف شب اس حالت میں گذری یہاں تک کہ گلے کی خشکی کے سبب بولنا دشوار ہو گیا۔ جب کمرے میں فجر کی کچھ روشنی آپ نے دیکھی تو فرمایا نماز! اس وقت یہ عاجز حضور کے پاؤں دبا رہا تھا اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب...... خلیفۃ المسیح نے جو سرہانے کے قریب بیٹھے تھے، یہ سمجھا مجھے فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا نماز پڑھ لو۔ انہوں نے عرض کی میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا نماز! اور ہاتھ سینے پر باندھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔ اس کے بعد حضور نے پھر کوئی کلمہ نہیں بولا یہاں تک کہ آٹھ بجے کے قریب حضور کا وصال اپنے حقیقی معبود اور محبوب کے ساتھ ہو گیا۔ پس آپ کا آخری فعل بھی اس دنیا میں عبادت ہی تھا۔ خلوت میں بھی عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور جلوت میں بھی آپ عبادت الٰہی میں لگے رہتے تھے۔ آپ کا جینا بھی عبادت الٰہی میں تھا اور آپ کا فوت ہونا بھی عبادت الٰہی میں ہوا''۔

☆☆☆

نمایاں کامیابی

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ڈاکٹر طارق محمود صاحب ولد ناصر محمود صاحب گلشنِ اقبال شرقی کراچی نے ڈاؤ میڈیکل کالج (Dow Medical College) کراچی کے سالانہ کانووکیشن منعقدہ اکتوبر 2003ء میں، جس کی صدارت گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد نے کی Best Graduate برائے سال 2000ء حاصل کیا۔ تدریسی سالوں میں مختلف پوزیشنز حاصل کرنے پر 4 گولڈ میڈلز حاصل کئے۔ ڈاکٹر طارق محمود صاحب اس وقت CSA کے امتحان کے لئے نیویارک امریکہ میں مقیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ آمین

مغربی یورپ کی سب سے بڑی بیت الذکر

بیت الفتوح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3/ اکتوبر 2003ء کو مغربی یورپ کی سب سے بڑی بیت الذکر بیت الفتوح، برطانیہ کا افتتاح فرمایا اس بیت الذکر کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 19 اکتوبر 1999ء کو بیت المبارک قادیان کی اینٹ سے رکھا تھا۔ بیت الفتوح برطانیہ کا رقبہ 5.2 ایکڑ پر محیط ہے جو 1996ء میں 2.23 ملین پاؤنڈ کی رقم سے خریدا گیا۔ یہ جگہ 181 London Road Morden(Surrey) کے علاقہ میں ہے۔ بیت الفتوح زنانہ ومردانہ ہال میں تقریباً
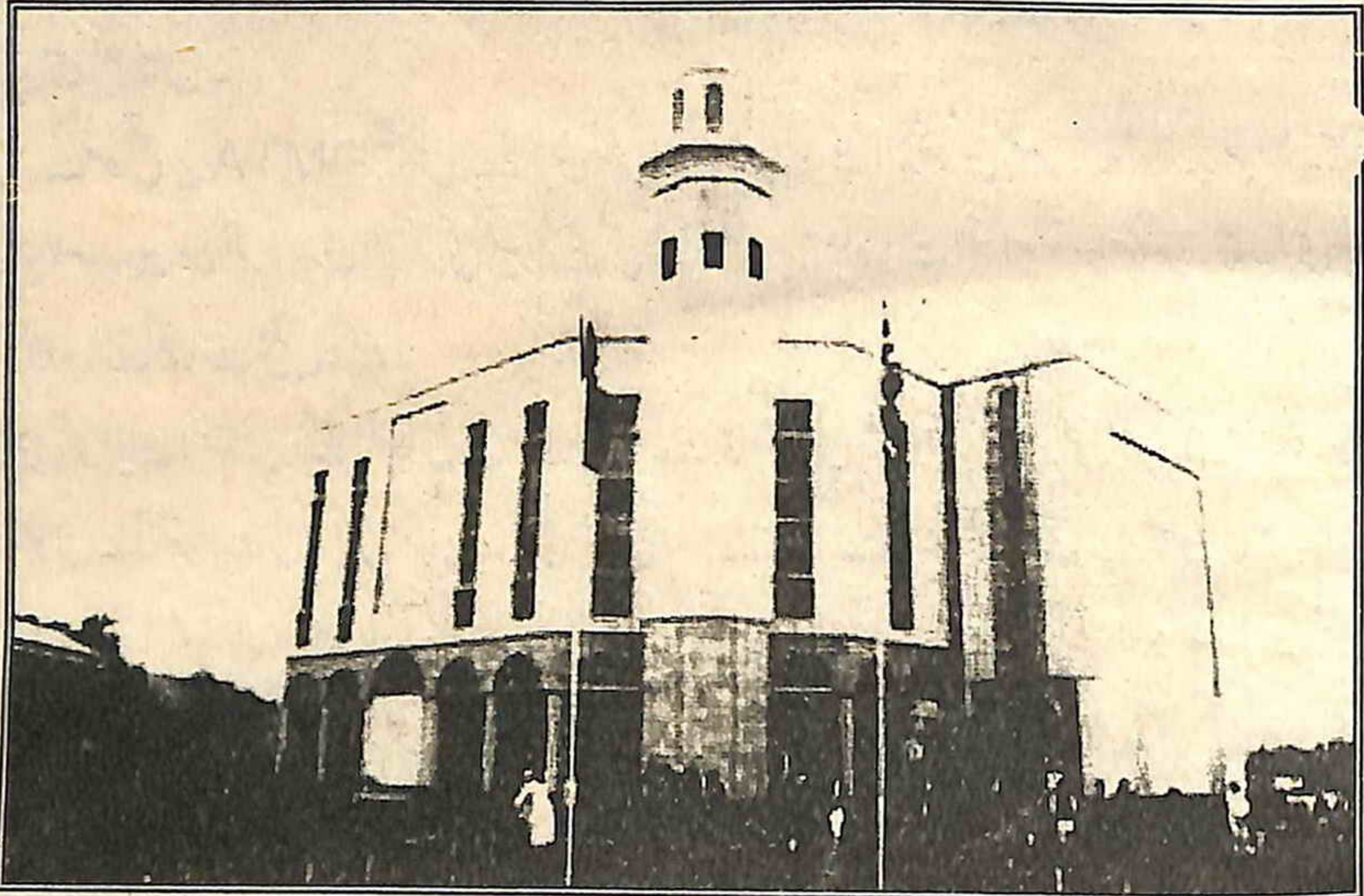
4000 جبکہ دیگر ہالز (Halls) کو ملا کر کل 10000 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس کے کمپلیکس میں وسیع وعریض طاہر، ناصر اور نور ہال ہیں اور اس میں دفاتر، کانفرنس روم، لائبریری اور جمنیز یم ہیں۔ بیت الفتوح کے گنبد کا قطر 15.5 میٹر ہے جو کہ چھت سے 8 میٹر اور گراؤنڈ لیول سے 23 میٹر اونچا ہے۔ اس کے مین مینارے کی اونچائی 25.5 میٹر ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 3 اکتوبر 2003ء کو خطبہ جمعہ سے اس کا افتتاح فرمایا۔ اس نہایت اہم اور تاریخ ساز موقع پر دنیا کے چالیس سے زائد ممالک کے نمائندگان حاضر ہوئے اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً 10000 ہزار سے زائد افراد نے حضور ایدہ اللہ کی اقتداء میں اس بیت الذکر میں ہونے والی پہلی نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

77 سال قبل 1926ء میں 3/ اکتوبر ہی کو ہندوستان کی احمدی خواتین کی مالی قربانیوں سے یورپ کی پہلی احمدیہ بیت الذکر ”بیت فضل“ کا افتتاح عمل میں آیا تھا۔ بیت الفتوح کے افتتاح کے موقع پر خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اس بیت الذکر کی تکمیل پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور اس کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کے لئے دعا کی تحریک

کرتے ہوئے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بیوت الذکر کی تعمیر کی اہمیت وفضیلت، بیوت الذکر کے آداب اور اس کے تقاضوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ بیت الذکر کی تعمیر کے ساتھ کام ختم نہیں ہوا بلکہ اسے خاص اللہ کی خاطر عبادت کرنے والے نمازیوں سے آباد کرنا ہے۔ بیوت الذکر کی اصل زینت ان کے نمازیوں کے ساتھ ہے۔

نماز جمعہ کے بعد بیت الذکر کی وسعت اور دلکشی میں ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور دیگر پریس میڈیا نے غیر معمولی دلچسپی لی۔ افتتاح سے ایک روز قبل جمعرات 2/1 اکتوبر کو بیت الفتوح میں منعقدہ پریس کانفرنس میں 80 سے زائد پریس میڈیا کے نمائندہ فوٹوگرافرز شامل ہوئے۔ اگلے روز تمام بڑے بڑے اخبارات و نیوز ایجنسیوں، اسی طرح ریڈیو، ٹی وی نے بیت الذکر کی تصاویر کے ساتھ خبریں شائع کیں۔

بیت الفتوح کے افتتاح کے موقع پر MTA انٹرنیشنل نے اپنی نشریات میں بیت الذکر کی تعمیر کے مختلف مراحل مختلف زاویوں سے بیت الذکر کے خوبصورت مناظر، بیت الذکر کی تعمیر کے فنی پہلوؤں پر معلومات افزا پروگرام نشر کئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء پر مشتمل خوبصورت نغمات پیش کئے۔

مورخہ 11 اکتوبر 2003ء کو بیت الفتوح کے افتتاح کی مناسبت سے طاہر ہال میں ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں 600 سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے 44 ممالک سے بطور خاص تشریف لانے والے نمائندگان کے علاوہ 17 ممالک کے ہائی کمشنرز، ڈپٹی ہائی کمشنرز، سفیر صاحبان، برطانیہ اور کینیڈا کے ممبران پارلیمنٹ، یورپی یونین کے ممبران پارلیمنٹ، گھانا کے ڈپٹی وزیر انرجی، لارڈ ایوبری، لبرل ڈیموکریٹ پارٹی کے ڈپٹی لیڈر، لندن کے مختلف علاقوں کے میئر صاحبان نیز کرائیڈن اور لیمنگٹن سپا کے میئر صاحبان بھی موجود تھے۔ اس خصوصی تقریب کے شرکاء سے سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

اس تقریب میں حاضرین میں سے مرٹن بورو کی میئر میڈم Maxine Martin، ممبر پارلیمنٹ Roger Cascle، کینیڈا کے ممبر پارلیمنٹ Jim Karygiannis، ممبر پارلیمنٹ برطانیہ Dominique Greaves، لارڈ ایوبری اور امیر جماعت احمدیہ U.K مکرم رفیق احمد حیات صاحب نے بھی خطاب کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بیت الذکر کو ہر لحاظ سے مبارک فرمائے اور اسے ہمیشہ اپنے عبادت گزار بندوں سے آباد رکھے۔ آمین

ضروری اعلان

ایسے احباب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا جماعت کی کسی بھی کتاب کا ترجمہ کسی زبان میں کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں اور اس کی اطلاع وکالتِ تصنیف لندن کو نہیں دی گئی، اُن سے درخواست ہے کہ براہِ کرم اس بارے میں فوری طور پر تفصیل سے خاکسار کو مطلع فرمائیں تا کہ مزید ہدایات دی جاسکیں۔ اگر کسی کتاب کا ترجمہ اجازت کے ساتھ کیا جارہا ہے تب بھی مطلع فرمائیں اور جس خط کے ذریعہ اجازت دی گئی تھی، اُس کی فوٹو کاپی بھی بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(منیر الدین شمس۔ ایڈیشنل وکیل التصنیف)

"Islamabad". 2 Sheephatch Lane Tilford, Surrey Gu10 2 AQ U.K.

قسط ہفتم

"شیخ عجم" حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب

(محترم سید میر مسعود احمد صاحب)

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب کی قادیان سے افغانستان کو واپسی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان آکر کئی مہینہ میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اس کے جب آسمان پر یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پاچکا کہ وہ درجہ شہادت پاویں تو اس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۹، مطبوعہ لندن)

اسی طرح فرمایا:

"اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے بعض شاگرد بیان کرتے ہیں کہ جب وہ وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کہتے تھے کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہے"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۳، ۵۴ مطبوعہ لندن)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب مع ایک گروہ کثیر الوداع کہنے کے لئے دور تک بٹالہ کی سڑک پر تشریف لے گئے۔ آخر جب حضرت صاحبزادہ صاحب رخصت ہونے لگے تو وہ سڑک پر حضور کے قدموں میں گر پڑے اور جدائی کے غم کے مارے ان کی چیخیں نکل گئیں اور زار زار رونے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بڑی مشکل سے اٹھایا اور تسلی دی اور رخصت کیا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۴۱ روایت نمبر ۷۱۵۔ ایڈیشن اپریل ۱۹۳۹ء)

حضرت مولانا شیر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبزادہ صاحب واپس افغانستان جانے لگے تو وہ کہتے تھے کہ میرا دل یہ کہتا ہے کہ میں اب زندہ نہیں رہوں گا۔ میری موت آن پہنچی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ملاقات کو آخری ملاقات سمجھتے تھے۔ رخصت ہوتے وقت وہ حضور کے قدموں میں گر کر زار زار رونے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں اٹھنے کے لئے کہا اور فرمایا کہ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ مگر وہ حضور کے قدموں پر گرے رہے۔ آخر آپؑ نے فرمایا اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب۔ اس پر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی حسرت کے ساتھ رخصت ہوئے۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل روایت نمبر ۳۶۰، ایڈیشن ۱۹۳۹ء)

جب صاحبزادہ صاحب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہوئے تو اس وقت سید احمد نور بھی موجود تھے۔ انہوں نے اس وقت حضور کی خدمت میں عرض کی کہ وہ تو حضور کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے قادیان میں ہی رہنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضورؑ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم صاحبزادہ

صاحب کے ساتھ چلے جاؤ۔ بعد میں تم قادیان آجاؤ گے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اوّل صفحہ ۱۴)

حاجی محمد صدیق صاحب پٹیالوی بیان کرتے ہیں:۔

صاجزادہ عبداللطیف مرحوم جب قیام دارالامان سے واپس کابل جانے لگے تو ان کی سواری کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رتھ منگوایا۔ حضور خدام کے ساتھ ان کو وداع کرنے کے لئے پیدل چلے اور خالی رتھ ساتھ آتا گیا۔ جب حضور نہر کی طرف پہنچے تو رتھ کو ٹھہرالیا اور اس کے پاس کھڑے ہو کر صاجزادہ صاحب سے گفتگو کرتے رہے۔ اس دوران میں صاجزادہ صاحب نے عرض کی کہ مجھے مرنے کا تو کچھ فکر نہیں ہاں میرے لئے استقلال کی دعا فرمائیں تا اللہ تعالیٰ مجھے ثابت قدم رکھے۔ وہ باتیں کرتے جاتے تھے اور زار زار رو رہے تھے۔ اس دوران دفعۃً حضور کے پاؤں پر گر پڑے۔ اس پر حضور خود جھکے اور مرحوم کے دونوں شانوں کے نیچے اپنے دست مبارک ڈال کر انہیں اٹھایا اور فرمایا: صاجزادہ صاحب ایں جائز نیست۔ ان کے اٹھنے پر حضور نے دعا کی اور انہیں رخصت فرمایا۔

(رجسٹر روایات (رفقاء) جلد ۷ صفحہ ۲۲۵)

میاں اللہ یار صاحب ٹھیکیدار ساکن بٹالہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاجزادہ عبداللطیف صاحب کو الوداع کہنے موڑ تک گئے تو واپسی پر ایک جوہڑ کے پاس آکر ٹھہر گئے اور اپنے اصحاب سے کہا کہ وہ شہزادہ صاحب کے خاتمہ بالخیر کے لئے دعا مانگیں۔ چنانچہ حضور نے ان کے لئے بڑی لمبی دعا کی۔

(رجسٹر روایات (رفقاء) جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے حضرت صاجزادہ صاحب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا کہ عیدالاضحیٰ کے بعد قادیان سے روانہ ہوں۔ اس سال عید ۱۱/ مارچ ۱۹۰۳ء کو ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاجزادہ صاحب قادیان سے واپس اپنے وطن کی طرف ۱۱/ مارچ گویا اس کے بعد روانہ ہوئے تھے۔

(البدر ۱۳/ مارچ ۱۹۰۳ء و ۲۰ مارچ ۱۹۰۳ء ملفوظات جلد پنجم مطبوعہ لندن)

جناب قاضی محمد یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت صاجزادہ سید عبداللطیف قادیان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہو کر براستہ لاہور، کیمبل پور، کوہاٹ، ٹل اپنے وطن خوست واپس گئے تھے۔ (تاریخ احمدیہ سرحد صفحہ ۹۲۔ مطبوعہ ۱۹۵۹ء)

مولوی عبدالستار خان صاحب نے بیان کیا کہ جب صاجزادہ عبداللطیف صاحب قادیان سے خوست واپس جا رہے تھے تو راستہ میں میں نے ان سے کہا کہ وہاں آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا ''من نہ میرم'' اور یہ بھی کہا ''موت بامن نہ آئید''۔ جب آپ (قربان) ہو گئے تو رؤیا میں مجھے ان کی زیارت ہوئی۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ تو کہتے تھے موت بامن نہ آئید۔ انہوں نے جواب میں فرمایا ''کارہائے خدا ازیں ہم عظیم است''۔

واقعہ سنگساری کے متعلق میں نے دریافت کیا کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ فرمایا مجھے کوئی دکھ نہیں ہوا اور میں نے کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ مجھے خواب میں نظر آئے تو میں نے انہیں پہلے سے زیادہ خوش پایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت کی ملاقات کا نتیجہ تھا۔

(الحکم ۱۴ دسمبر ۱۹۳۵ء)

سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاجزادہ صاحب واپسی کے سفر میں قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہتے تھے ۔ لاہور چند روز ایک گمٹی بازار کی (بیت الذکر) میں ٹھہرے جو میاں چراغ الدین صاحب کے مکان کے

پاس تھی۔ لاہور میں بعض لوگ آپ کو ملنے آئے۔ وہ چکڑالوی عقیدہ رکھتے تھے اور اپنے عقائد پیش کر کے آپ کی رائے دریافت کی۔ آپ نے فرمایا ایسا عقیدہ رکھنے والا مجنون ہے اور اگر قصداً ایسا عقیدہ کرتا ہے تو کافر ہے۔ لاہور میں آپ نے بعض کتابیں خریدیں اور ان کی جلدیں بندھوالیں۔ لاہور میں چند روز قیام کیا پھر وہاں سے بذریعہ ریل روانہ ہوئے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات، حصہ اول صفحہ ۹،۱۰)

راستہ میں جہاں بھی قیام ہوتا تو جن لوگوں سے ملاقات ہوتی ان سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ضرور کرتے۔ (شہید مرحوم کے چشمدید واقعات، حصہ اول صفحہ ۲۰)

کوہاٹ سے بنوں کا سفر ٹم ٹم کے ذریعہ کیا۔ ٹم ٹم میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے۔ عصر کی نماز کا وقت ہوا تو اتر کر باجماعت نماز پڑھائی۔ اس دوران میں شدید بارش شروع ہوگئی لیکن آپ نے پرواہ نہ کی اور نماز پڑھتے رہے۔ خرّم مقام میں ایک سرائے میں قیام کیا۔ وہاں آپ نے ایک بکری منگوا کر ذبح کی اور کھانا تیار کروایا۔ خود بھی کھایا اور سرائے میں مقیم لوگوں کو بھی کھلایا۔ صبح آگے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بنوں پہنچ گئے۔ بنوں میں آپ نے چند روز قیام فرمایا۔ واپسی کے سفر کے دوران حضرت صاحبزادہ صاحب نے ہمیں بتایا کہ مجھے الہام ہوتا ہے کہ ''اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ''۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات، حصہ اول صفحہ ۹ تا ۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مولوی صاحب جب سرزمین علاقہ ریاست کابل کے نزدیک پہنچے تو علاقہ انگریزی میں ٹھہر کر بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال کو جو ان کا شاگرد تھا ایک خط لکھا کہ آپ امیر صاحب سے میرے آنے کی اجازت حاصل کر کے مجھے اطلاع دیں۔ تو امیر صاحب کے پاس بمقام کابل میں حاضر ہو جاؤں۔ بلا اجازت اس لئے تشریف نہ لے گئے کہ وقت سفر امیر صاحب کو یہ اطلاع دی تھی کہ میں حج کو جاتا ہوں۔ مگر وہ ارادہ قادیان میں بہت دیر تک ٹھہرنے سے پورا نہ ہو سکا اور وقت ہاتھ سے جاتا رہا......... قبل اس کے کہ وہ سرزمین کابل میں وارد ہوں اور حدود ریاست کے اندر قدم رکھیں احتیاطاً قرین مصلحت سمجھا کہ انگریزی علاقے میں رہ کر امیر کابل پر اپنی سرگذشت کھول دی جائے کہ اس طرح پر حج کرنے سے معذوری پیش آئی۔ انہوں نے مناسب سمجھ کر بریگیڈیئر محمد حسین کو خط لکھا تا وہ مناسب موقعہ پر اصل حقیقت مناسب لفظوں میں امیر کے گوش گزار کر دیں اور اس خط میں یہ لکھا کہ اگرچہ میں حج کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا مگر مسیح موعود کی مجھے زیارت ہوگئی اور چونکہ مسیح کے ملنے کے لئے اور اس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے اس مجبوری سے مجھے قادیان ٹھہرنا پڑا اور میں نے اپنی طرف سے یہ کام نہ کیا بلکہ قرآن اور حدیث کی رو سے اسی امر کو ضروری سمجھا۔ جب یہ خط بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال کو پہنچا تو اس نے وہ خط اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا اور اس وقت پیش نہ کیا مگر اس کے نائب کو جو مخالف اور شریر آدمی تھا کسی طرح پتہ لگ گیا کہ یہ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کا خط ہے اور وہ قادیان میں ٹھہرے رہے۔ تب اس نے وہ خط کسی تدبیر سے نکال لیا اور امیر صاحب کے آگے پیش کر دیا۔ امیر صاحب نے بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال سے دریافت کیا کہ کیا یہ خط آپ کے نام آیا ہے۔ اس نے امیر کے موجودہ غیظ

وغضب سے خوف کھا کر انکار کر دیا۔...... مولوی صاحب نے کئی دن پہلے خط کے جواب کا انتظار کر کے ایک اور خط بذریعہ ڈاک محمد حسین کوتوال کو لکھا۔ وہ خط افسر ڈاکخانہ نے کھول لیا اور امیر صاحب کو پہنچا دیا۔ چونکہ قضاء وقدر سے مولوی صاحب کی (قربانی) مقدر تھی اور آسمان پر وہ برگزیدہ بزمرۂ شہداء داخل ہو چکا تھا اس لئے امیر صاحب نے ان کے بلانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیا اور ان کی طرف خط لکھا کہ آپ بلا خطر چلے آؤ۔ اگر یہ دعویٰ سچا ہوگا تو میں بھی مرید ہو جاؤں گا۔

بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ خط امیر صاحب نے ڈاک میں بھیجا تھا یا دستی روانہ کیا تھا۔ بہر حال اس خط کو دیکھ کر مولوی صاحب موصوف کابل کی طرف روانہ ہو گئے اور قضا و قدر نے نازل ہونا شروع کر دیا''۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۹، ۵۰ مطبوعہ لندن)

اسی طرح فرمایا ''مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے بار بار الہام ہوتا ہے ''اِذْھَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنِّی مَعَکَ اَسْمَعُ وَ اَرٰی ...... ''اور فرمایا کہ مجھے الہام ہوتا ہے کہ آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اس شخص کی طرح کانپ رہی ہے جو تپ لرزہ میں گرفتار ہو۔ دنیا اس کو نہیں جانتی یہ امر ہونے والا ہے۔

اور فرمایا کہ مجھے ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ اس راہ میں اپنا سر دے دے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے''۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ لندن)

سید احمد نور صاحب کی روایت ہے کہ آپ بنّوں میں کچھ عرصہ قیام کر کے سید گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دوڑ کے مقام تک ٹم ٹم میں سفر کیا۔ یہاں کے نمبردار نے آپ کی آمد پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور آپ کی ضیافت کی۔

صبح سید گاہ سے کچھ آدمی گھوڑے لے کر استقبال کے لئے آئے وہاں سے سوار ہو کر وطن کی طرف روانہ ہوئے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات، حصہ اوّل صفحہ ۹ تا ۱۱)

وطن میں آمد اور رشتہ داروں کو دعوت الی اللہ

جب حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب اپنے گاؤں سید گاہ کے قریب پہنچے تو آپ کے عزیز و اقارب نے بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ صاحبزادہ صاحب حج کر کے واپس آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں حج سے نہیں آیا بلکہ قادیان سے آیا ہوں جہاں ایک مقبول الٰہی مستجاب الدعوات شخصیت ہے جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور آپ لوگوں کو یہ خبر دیتا ہوں کہ وہ اپنے دعویٰ میں صادق ہے اس کا انکار نہ کرو بلکہ اسے تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ اور اس کی رحمتوں کے مورد اور وارث بن جاؤ۔ اس پر آپ کے رشتہ دار ناراض ہو گئے اور کہنے لگے اس شخص کی بابت ہم کو خبر ملی ہے کہ وہ کافر ہے (نعوذ باللہ) اور اس کے پیرو بھی۔ قادیان جانا بھی کفر ہے۔ آپ ان باتوں سے باز آجائیں ورنہ اگر یہ امیر حبیب اللہ خان کے علم میں آیا تو وہ ہم سب کو قتل کروا دے گا۔

آپ نے فرمایا کہ مناسب ہے کہ تم یہ ملک چھوڑ کر بنوں چلے جاؤ وہاں ہماری زمین بھی ہے۔ یہ امر تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مامور کا انکار کرو ورنہ میں تمہارے لئے ایک ایسی بلا لایا ہوں کہ کبھی بھی تم اس سے بچ نہیں سکتے۔ میں تو اس بات سے ہرگز نہیں ٹلوں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مجھے اس کا پہنچانا لازم ہے۔ میں نے اپنا نفس، اپنا مال اور اپنی اولاد اس راہ میں دے دی ہے اور تم دیکھ لوگے کہ میں اور میرے اہل و عیال کس طرح اس راہ میں

فدا ہوتے ہیں لیکن وہ لوگ آپ کی بات نہ مانتے اور انکار کرتے رہے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات، حصہ اوّل صفحہ ۱۱،۱۲)

علی الاعلان دعوت الی اللہ کا آغاز

حضرت صاحبزادہ صاحب کی واپسی کی خبر سن کر اس علاقہ کے رؤوساء آپ کو ملنے آئے۔ آپ نے انہیں بھی بتایا کہ میں اس سال حج نہیں کر سکا بلکہ حج کو جاتے ہوئے ہندوستان میں ایک مقام قادیان میں گیا تھا وہاں ایک شخص نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کا فرمان ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور اس نے مجھے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔ میرا آنا خدا اور اس کے رسول کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ میں وقت مقررہ پر آیا ہوں۔ اسے دیکھا اور اس کے حالات معلوم کئے۔ اس کے تمام اقوال اور افعال قرآن مجید کے مطابق ہیں اور اس کا دعویٰ سچا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اس کو مان لو اس سے تمہیں فائدہ ہوگا۔ اگر نہ مانو تو تمہارا اختیار ہے۔ میں تو مان چکا ہوں۔ اس پر حاضرین نے کہا کہ صاحبزادہ صاحب آپ یہ باتیں نہ کریں۔ اس سے پہلے امیر عبدالرحمٰن خان نے ان باتوں کو پسند نہیں کیا تھا اور مولوی عبدالرحمٰن خان کو قتل کروا دیا تھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ تمہارے دو خدا ہیں۔ جتنا خدا سے ڈرنا چاہئے اتنا تم امیر سے ڈرتے ہو۔ کیا میں خدا کے حکم کو امیر سے ڈر کر نہ مانوں؟ کیا قرآن سے توبہ کر لوں یا حدیث سے دستبردار ہو جاؤں۔ اگر میرے سامنے دوزخ بھی آ جائے تو اس بات سے ہرگز باز نہیں آؤں گا۔

خوست کے حاکم نے بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ یہ باتیں نہ کریں لیکن آپ دلیری سے اپنے موقف پر قائم رہے۔

(شہید مرحوم کے چشمدید واقعات حصہ اول صفحہ ۱۱،۱۲)

آپ کے رشتہ داروں اور برادری نے اعلان کیا کہ ہم صاحبزادہ صاحب سے متفق نہیں۔ ان کے عقیدہ کے خلاف ہیں اور بیزاری کے خطوط بھی لکھے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم ایسا اعلان کرنے سے بچ نہیں سکتے۔ بہتر ہے کہ تم یہاں سے انگریزی علاقے میں بنوں چلے جاؤ ورنہ تمہیں میری وجہ سے بلاوجہ تکلیف ہوگی۔ لیکن برادری نے بیزاری کے اعلان کو کافی سمجھا اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے مشورہ کی پرواہ نہیں کی۔

(قلمی مسودہ صفحہ ۱۲۔ شہید مرحوم کے چشمدید واقعات، حصہ اول صفحہ ۱۱،۱۲)

باقی آئندہ

نمایاں کامیابی

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع مظفرآباد کے ناظم امور طلبہ مکرم الطاف حسین ولد ڈاکٹر محمد اسلم مرحوم نے جامعۂ کشمیر انٹر یونیورسٹی مقابلہ اینٹی مائیکروبیل سکریننگ آف پلانٹس ریسرچ میں اوّل پوزیشن حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ قائمقام صدر آزاد کشمیر سردار سیاب خالد نے ان کی تحقیقی کاوشوں کے اعتراف میں انہیں شیلڈ پیش کی۔ مکرم الطاف حسین صاحب مکرم منیر احمد شمس صاحب مربی ضلع منڈی بہاؤالدین کے بھانجے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں یہ اعزاز مبارک کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

یہ سال

یہ سال سوزِ فغاں ہائے بیمثال کا سال
یہی مشاہدۂ حسنِ باکمال کا سال
یہ سال ہے مرے زخموں کے اندمال کا سال
برائے سطوتِ فرعونیت زوال کا سال
بڑے جلال سے لائی ہے گردشِ دوراں
حصارِ وقت میں تقدیرِ ذوالجلال کا سال
خدا کے سامنے توہینِ بندگانِ خدا
سنو! کہ رو میں ہے توہین کے مآل کا سال
اگر ہے دیدۂ عبرت تو اس کو وا رکھنا
گزر رہا ہے نشاں ہائے بے مثال کا سال
سنبھل کے رکھے قدم اس میں ہر دریدہ دہن
کہ ہر دریدہ دہن پر ہے یہ وبال کا سال
تعصّباتِ نظر سے نظر کو پاک کرو
تجلیاتِ الٰہی ہیں اور حال کا سال
سنو کہ لطف بداماں ہے اے ستم زدگاں!
فغاں کا عرشِ معلّٰی سے اتصال کا سال
گزر ہی جاتے ہیں لب بستگی میں بھی شب و روز
مگر یہ سال ہے ناہیدؔ ابتہال کا سال

(مکرم عبدالمنان ناہیدؔ صاحب

(روزنامہ الفضل 8 جنوری 1989ء)

صدیوں کا سفر تھا

آکاش کی سَرحد سے پرے تیرا نگر تھا
صدیوں کا سفر تھا
میں ذرّۂ آوارہ تھا اور محوِ سفر تھا
صدیوں کا سفر تھا
وہ ساعتِ گم گشتہ کہ میں خود سے نہاں تھا
کیا جانے کہاں تھا
تُو میری نگاہوں میں تھا، مَیں جسم بدَر تھا
صدیوں کا سفر تھا
پڑتا تھا تِری راہ میں ہر گام سرِدار
لمحے تھے کہ تلوار
کہنے کو تو دو چار قدم پر تِرا گھر تھا
صدیوں کا سفر تھا
کرنوں نے فلک پر جو بدن اُس کا تراشا
تھا طُرفہ تماشا
کچھ لوگ یہ کہتے تھے نہیں تھا، وہ مگر تھا
صدیوں کا سفر تھا

(مکرم رشید قیصرانی صاحب

ایک بے مثال قابل تقلید ہواباز

(مکرم منور شمیم خالد صاحب)

''خالد'' ستمبر 2003ء میں ''دفاع پاکستان اور جماعت احمدیہ'' کے عنوان سے وطنِ عزیز کی مسلح افواج میں خدمات سرانجام دینے والے احمدی غازیوں اور شہداء کا ذکر اور اُن کے کارہائے نمایاں بلکہ خداتعالیٰ کے فضلوں کے حامل، وقوع پذیر ہونے والے معجزات اور اُن کا تصور آج چار دہائیاں گذرنے پر بھی قابل صدرشک قومی جذبہ وجوش کے ولولہ انگیز ماحول کی نئی دنیا میں پہنچا دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں سترہ روزہ جنگ ستمبر پر اخبارات میں چھپنے والے ایک مضمون میں زاہد یعقوب عامر، 1965ء کی جنگ کا ایک نقشہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

''امرتسر کا ریڈار پاک فضائیہ کے اڑنے والے طیاروں کے لئے ایک اہم مسئلہ تھا۔ جس کو ختم کرنے کے لئے ونگ کمانڈر انور شمیم نے سرگودھا ائیربیس سے ہوابازوں کے ایک گروپ کو حملہ کے لئے منتخب کیا۔ اس حملہ میں سکواڈرن لیڈر منیر احمد نے رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کیا۔ پاک فضائیہ کے دستے نے دشمن کے اندر اہم ریڈار کو تباہ کردیا۔ مگر اس حملہ میں اسکواڈرن لیڈر منیر احمد دشمن کی زمینی گنوں کا نشانہ بن گئے اور شہادت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوئے''

(جنگ لاہور 6 ستمبر 2003ء)

وطن عزیز کے دفاع میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے یہ ہواباز منیر احمد (سابق طالب علم تعلیم الاسلام کالج) پورا نام خلیفہ منیر الدین احمد ہمارے معلم و مربی محترم خلیفہ صباح الدین صاحب کے چچا تھے۔ جنگ اخبار کا مضمون پڑھا تو آج سے دوعشرے قبل لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے ایک واقعہ کی یاد تازہ ہوگئی جس کے چشم دید راوی سینئر ایڈووکیٹ چوہدری غلام مجتبیٰ ہیں جو ایوان عدل کے اندر انسانی بنیادی حقوق کے تحفظ کے لئے عدلیہ کے محاذ پر تادمِ واپسیں سرگرم عمل رہے۔ انہوں نے راقم الحروف کو بتایا کہ بار کے اجلاسِ عام میں سینکڑوں وکلاء کو پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ائیر مارشل (ر) محمد اصغر خان صاحب نے خطاب کیا۔ خطاب کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ چلا۔ کسی وکیل نے نہ جانے کس مقصد اور کس قسم کا جواب 'حاصل' کرنے کے لئے مہمان خصوصی سے سوال کیا کہ کیا پاکستان کے احمدی/ قادیانی ملک وقوم کے وفادار ہوسکتے ہیں؟ اس طرح کے سوال کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ جس قسم کا سلوک احمدیوں سے ہوتا رہا ہے، اُس سلوک کے ہوتے ہوئے فوج یا فضائیہ میں خدمات سرانجام دینے والے احمدیوں سے وفاداری یا جان نثاری کی توقع کی جاسکتی ہے؟ یہ سوال سن کر جناب اصغر خان صاحب نے جنگ ستمبر 65ء کا ایک حقیقی واقعہ/ ذاتی تجربہ بیان کرکے اس نہایت ہی چبھنے والے سوال کا جواب دیا۔ ائیر مارشل (ر) اصغر خان نے بتایا کہ جنگ کے دوران دشمن کی فضائی برتری نے ہمارا ریڈار سسٹم منجمد (جام) کردیا تھا تو اس نازک صورت حال سے نمٹنے کا

کا صرف ایک ہی طریق تھا کہ جس بھارتی ہوائی اڈہ امرتسر سے دشمن کے جہاز اڑ کر پاکستان پر حملہ آور ہو رہے ہیں اُس اڈہ کو تباہ کر دیا جائے۔ اس واضح اور معین مقصد کے لئے، جناب اصغر خان نے بتایا کہ پاک فضائیہ کے ہوابازوں کو ایک جگہ طلب (اکٹھا) کیا گیا اور جنگ کی نازک صورت حال سے آگاہ کر کے سب پائلٹوں سے کہا گیا کہ اس قومی دفاعی مقصد کے حصول کے لئے جان کی بازی لگا کر دشمن کا ہوائی اڈہ تباہ کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا ہواباز از خود، رضا کارانہ طور پر اس ناگزیر مشن کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ جناب اصغر خان نے ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے اجلاس عام میں اراکین کو یہ بتایا کہ سب سے پہلے جس پائلٹ نے اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر پیش کیا وہ پائلٹ احمدی/قادیانی تھا۔ جی ہاں! یہ وہی 36 سالہ اسکواڈرن لیڈر خلیفہ منیر الدین احمد تھے جن کا ذکر صاحب مضمون نے اخبار جنگ میں کیا اور جن کو شہادت کا رُتبہ پانے پر ''ستارہ جرات'' عطا کیا گیا۔

یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

لاریب! وطن سے محبت اور اس کی حفاظت کی خاطر جان تک کا نذرانہ پیش کرنا ہر احمدی کا جزوِ ایمان و عمل ہے۔

****

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے جو جامع صفات کاملہ اور ہر ایک نقص سے منزہ ہے''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۷)

جو ہو سکے تو ذرا ہم سے رابطہ رکھنا

تم اپنے گرد حصاروں کا سلسلہ رکھنا
مگر ہمارے لیے کوئی راستہ رکھنا

ہزار سانحے پردیس میں گزرتے ہیں
جو ہو سکے تو ذرا ہم سے رابطہ رکھنا

خزاں رکھے گی درختوں کو بے ثمر کب تک
گزر ہی جائے گی یہ رُت بھی، حوصلہ رکھنا

تمہارے ساتھ سدا رہ سکیں ضروری نہیں
اکیلے پن میں کوئی دوست دوسرا رکھنا

زیادہ دیر ظفرؔ ظلم رہ نہیں سکتا
اگر اب آئیں کڑے دن تو جی کڑا رکھنا

(صابر ظفر)

نتیجہ مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی چہارم 2003

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بعنوان ''اتحاد اور نظم و ضبط''

اوّل	خرم منیب احمد شاد	ماڈل ٹاؤن لاہور
دوم	قیصر محمود	دارالعلوم جنوبی ربوہ
سوم	نوید احمد نعیم	نارتھ کراچی، کراچی
چہارم	توقیر احمد آصف	دارالحمد، فیصل آباد
پنجم	احمد فاتح الدین	دارالیمن وسطی، ربوہ
ششم	عثمان احمد	مجلس فضل عمر، فیصل آباد
ہفتم	ضیاء محمد	زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد
ہشتم	عطاء الوحید	دارالیمن وسطی سلام، ربوہ
نہم	مظفر احمد	ماڈل کالونی، کراچی
دہم	فضل احمد	اقبال ٹاؤن، لاہور

AAAAAAAAAAAAAAAAAAAAAA

تحریک جدید اور اس کا پس منظر

(مکرم سید شمشاد احمد ناصر صاحب۔ مربی سلسلہ امریکہ)

ہمارے ہادی کامل آنحضرت ﷺ نے خبر دے دی تھی کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ (دین حق) صرف نام کا باقی رہ جائے گا، قرآن کریم کتابی صورت میں رہ جائے گا۔ یعنی مسلمانوں کی عملی حالت بے حد نازک اور کمزور ہو جائے گی۔ پھر خدا تعالیٰ (دین حق) پر رحم فرماتے ہوئے ایک شخص کو کھڑا کرے گا جس کا لقب مسیح بھی ہوگا اور مہدی بھی ہوگا اور جس کو محمد رسول اللہ ﷺ نے امامکم منکم کا بھی خطاب دیا ہوگا۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی پیش گوئیوں کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان دعاوی کا اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر بھیجا ہے۔

امام مہدی کے آنے کی غرض

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آنے کی علتِ غائی ان الفاظ میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:-

''اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علت غائی کیا ہے؟ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف (دین حق) کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت ﷺ پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

اب کوئی شریعت نہیں آ سکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بہ تازہ موجود ہیں اور انہی فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ (دین حق) کی جو حالت اس وقت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہو رہے ہیں۔ ہر پہلو سے وہ گر رہے ہیں۔ ان کی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور (دین حق) یتیم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے کیونکہ اس نے فرمایا تھا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ (الحجر۱۰) اگر اس وقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کی جاتی تو وہ اور کون سا وقت آئے گا...... پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے (دین حق) کی نصرت کی؟ مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجال اور کذاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی اس قدیم سنت سے حصہ پاتا''

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۵۳، ۵۵۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ کے آنے کا مقصد اس وقت اشاعتِ (دین حق) ہے۔ (دین حق) کو دیگر ادیان پر غلبہ دینے کا کام آپ کے سپرد ہے۔ (دین حق) کی حسین تعلیمات کا چرچا کرنا آپ کا مشن ہے۔

اشاعت دین بعد از وصال حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد اشاعت (دین حق) کا مشن ختم نہیں ہوا اور نہ ہی ہوگا۔ انشاء اللہ۔ بلکہ خلفائے احمدیت کی قیادت میں یہ قافلہ ترقیات کی منازل کی طرف بڑی تیزی سے رواں دواں ہے۔ زمانے کے حوادث اور مصائب اور تکالیف اور دشمنوں کے منصوبے خدائی منصوبوں کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ ہمارا کام تو بس خلفاء کی آواز پر لبیک کہنا ہے پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ دشمنوں کے منصوبوں کو کس طرح ناکام کرتا ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد مخالفین احمدیت خدا کے لگائے ہوئے اس پودے کو اکھاڑنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے اور لگا رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ ہی اپنے منہ کی کھائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ ہی ناکام و نامراد رکھا ہے۔ جس کا برملا اعلان خود مخالف علماء کر چکے ہیں۔ چنانچہ لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر ''المنبر'' (سابق المنیر) سلسلہ احمدیہ کے شدید معاند تھے انہوں نے ۱۹۵۶ء میں کھلے بندوں اس حقیقت کا اعتراف کیا۔ چنانچہ وہ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں:۔

''ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔.......... اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے.......... لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں اور دوسری جانب ۵۳ء کے عظیم تر ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۵۷،۱۹۵۶ء کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہو''

(المنیر لائل پور ۲۳ فروری ۱۹۵۶ ماخوذ از تفہیمات ربانیہ صفحہ ۶۵۶)

یہ گواہی ۱۹۵۶ء کی ہے اور آج ہم ۲۰۰۴ء کے دور میں داخل ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا قدم جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں خلفائے احمدیت کی قیادت میں آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مخلصین کی مالی قربانی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور اشاعت (دین حق) دنیا کے کناروں تک ہو رہی ہے اور کروڑوں بندگان خدا جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ فتدبروا یا اولی الالباب۔

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے زمانے میں بھی مخالفین اور معاندین احمدیت نے احمدیت کو ختم کرنے کے بڑے بڑے دعاوی کئے۔ منصوبے بنائے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے لوگوں کو اکسایا۔ جلسے کئے گئے۔ حکومت کو بھی اس میں شامل کیا گیا۔ چنانچہ تمام مذہبی اور سیاسی طاقتوں نے اکٹھے ہو کر

جماعت احمدیہ کے خلاف محاذ کھولا اور بانگِ دُھل یہ اعلان کئے کہ "ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے"، "ہم مینارۃ المسیح کی اینٹیں دریائے بیاس میں بہا دیں گے"۔ "قادیان اور اس کے گردونواح سے احمدیت کا نام ونشان ختم کر دیں گے"۔

تاریخی لحاظ سے یہ دور ۱۹۳۴ء کا ہے جس میں قادیان کو، منارۃ المسیح کو اور احمدیت کو ختم کرنے کے اعلانات مخالفین کی طرف سے پے درپے کئے گئے اور ان میں اوّل احرار شامل تھے۔ ان مخالفوں اور دشمنوں کے ناپاک عزائم اور منصوبوں کا ذکر کرتے ہوئے بانی تحریک جدید حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"......ایک دفعہ ایک پرائیویٹ میٹنگ کے موقع پر سردار سکندر حیات خان کے مکان پر چوہدری افضل حق صاحب نے مجھے یہ کہا تھا کہ ہمارا مقصد یہی ہے کہ احمدیہ جماعت کو کچل دیں۔ پس دشمنوں نے ہمیں چیلنج دیا ہے پس جب تک تمہاری رگوں میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ اس چیلنج کو منظور کرتے ہوئے اس گروہ کے زور کو جو یہ دھمکیاں دے رہا ہے توڑ کر رکھ دو اور دنیا کو بتا دو کہ تم پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر سکتے ہو۔ سمندروں کو خشک کر سکتے ہو اور جو بھی تمہارے تباہ کرنے کے لئے اٹھے وہ خواہ کس قدر طاقتور حریف کیوں نہ ہو اسے خدا تعالیٰ کے فضل سے اور جائز ذرائع سے تم مٹا سکتے ہو کیونکہ کہ تمہارے مٹانے کی خواہش کرنے والا درحقیقت خدا تعالیٰ کے دین کو مٹانے کی خواہش کرتا ہے"۔ (سوانح فضل عمر جلد ۳ صفحہ ۲۸۱)

قارئین کرام آپ نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ جماعت کے مخالفین اور معاندین کے کیا منصوبے تھے۔ انہوں نے احمدیت کی آواز جو کہ حقیقی (دین حق) کی آواز تھی کو دبانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ پورا پورا زور لگایا۔ لیکن یہ آواز کسی انسان کی آواز نہ تھی۔ یہ پودا خود خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا تھا جس نے پروان چڑھنا تھا ان ایام میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت کے سامنے (دین حق) کو پھیلانے قرآن کی اشاعت اور دنیا میں اپنے منادی بھجوانے کے لئے اور جماعت کے لئے ایک مستقل بنیادوں پر قائم رہنے والی تجویز یعنی تحریک جدید کا پُرشوکت اعلان فرمایا۔ جس پس منظر میں تحریک جدید کا آغاز ہوا اس کی تفصیل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے متعدد خطبات میں بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"یہ تحریک ایسی تکلیف کے وقت میں شروع کی گئی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کی ساری طاقتیں جماعت احمدیہ کو مٹانے کے لئے جمع ہو گئی ہیں۔ ایک طرف احرار نے اعلان کر دیا کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو مٹا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور وہ اس وقت تک سانس نہ لیں گے جب تک مٹا نہ لیں۔ دوسری طرف جو لوگ ہم سے ملنے جلنے والے تھے اور بظاہر ہم سے محبت کا اظہار کرتے تھے انہوں نے پوشیدہ بغض نکالنے کے لئے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سینکڑوں اور ہزاروں روپوں سے ان کی امداد کرنی شروع کر دی اور تیسری طرف سارے ہندوستان نے ان کی پیٹھ ٹھونکی۔ یہاں تک کہ ایک ہمارا وفد گورنر پنجاب سے ملنے کے لئے گیا تو اسے کہا گیا کہ تم لوگوں نے احرار کی اس تحریک کی اہمیت کا اندازہ نہیں لگایا۔ ہم نے محکمہ ڈاک سے پتہ لگایا ہے۔ پندرہ سو روپیہ روزانہ ان کی آمدنی ہے۔ تو اس وقت گورنمنٹ انگریزی نے بھی احرار کی فتنہ انگیزی سے متاثر

ہو کر ہمارے خلاف ہتھیار اٹھالئے اور یہاں کئی بڑے بڑے افسر بھیج کر اور احمدیوں کو رستہ چلنے سے روک کر احرار کا جلسہ کرایا گیا''۔ (تقریر فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۳ء)

تحریک جدید اور قربانیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ نے جماعت سے قربانیوں کا مطالبہ کیا اور اس ضمن میں قریباً ۱۹ مطالبات تحریک جدید جماعت کے سامنے رکھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جماعت کی عملی واخلاقی اور دینی تربیت کے پروگرام میں سادہ زندگی، گندے لٹریچر کا جواب شائع کرنا، وقفِ زندگی کی تحریک تاکہ مستقل بنیادوں پر (دین حق) کا دفاع کیا جاسکے جو لوگ مستقل وقف نہ کرسکتے ہوں وہ کم ازکم تین سال کے لئے اپنے آپ کو سلسلہ کے لئے وقف کریں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعود کی اس تحریک پر جماعت کے ہر مرد وزن نے بڑی ہی فدائیت اور والہانہ انداز میں لبیک کہا اور قربانی کے ہر میدان میں ریکارڈ قائم کردیئے۔ حضرت مصلح موعود نے ۲۷ ہزار روپے کا مطالبہ کیا تو جماعت نے لاکھوں روپے کے وعدے اور نقد رقوم پیش کردیں۔ عورتوں نے زیورات پیش کردیئے۔ نوجوانوں نے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ احمدی ماؤں نے اپنے اکلوتے بچے راہ خدا میں پیش کردیئے۔ حضور نے سادہ زندگی کی تحریک فرمائی تھی۔ جماعت کے لوگوں نے اپنے اخراجات کم کرکے بلکہ پیٹ کاٹ کر جو بچت کی اسے خدا کی راہ میں پیش کردیا۔ دعوت الی اللہ کے میدان کو وسیع کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ جماعت نے خدا کے فضل سے اس میدان میں بھی اس طرح کام شروع کیا کہ اس راہ میں مشکل سے مشکل چٹان کی بھی پرواہ نہ کی۔ اس پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

''دنیا میں تو یہ جھگڑے ہوتے ہیں کہ میاں بیوی کی لڑائی ہوتی ہے تو بیوی کہتی ہے مجھے زیور بنوا دو اور میاں کہتا ہے میں کہاں سے زیور بنوادوں میرے پاس تو روپیہ ہی نہیں، لیکن مَیں نے اپنی جماعت میں سینکڑوں جھگڑے اس قسم کے دیکھے ہیں کہ بیوی کہتی ہے مَیں اپنا زیور خدا تعالیٰ کی راہ میں دینا چاہتی ہوں مگر میرا خاوند کہتا ہے کہ نہ دو کسی اور وقت کام آجائے گا۔ غرض خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کو ایسا اخلاص بخشا ہے اور عورتیں تو زیور کے پیچھے پڑتی ہیں اور ہماری عورتیں اپنا زیور لے کر ہمارے پیچھے پھرتی ہیں۔ میں نے تحریک وقف کی تو ایک عورت اپنا زیور میرے پاس لے آئی۔ میں نے کہا میں نے سردست تحریک کی ہے کچھ مانگا نہیں۔ اس نے کہا یہ درست ہے کہ آپ نے مانگا نہیں، لیکن اگر کل ہی مجھے کوئی ضرورت پیش آگئی اور مَیں یہ زیور خرچ کر بیٹھی تو پھر میں کیا کروں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ میں اس نیکی میں حصہ لینے سے محروم رہوں۔ اگر آپ اس وقت لینا نہیں چاہتے تو بہر حال یہ زیور اپنے پاس امانت کے طور پر رکھ لیں اور جب بھی دین کو ضرورت ہو خرچ کرلیا جائے۔ میں نے بہتیرا اصرار کیا کہ اس وقت مَیں نے کچھ مانگا نہیں مگر وہ یہی کہتی چلی گئی کہ میں نے تو یہ زیور خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کردیا ہے۔ اب میں اسے واپس نہیں لے سکتی۔ یہ نظارے غرباء میں بھی نظر آتے ہیں اور امراء میں بھی لیکن امراء میں کم اور غربا میں زیادہ''

(الفضل ۲۲ جون ۱۹۴۶ء)

۱۹۳۴ء سے لے کر آج جب کہ جماعت ۲۰۰۴ء کے سال سے گزر رہی ہے ہر دن یہ منادی دے رہا ہے اور علی الاعلان اس بات کا بڑی شان اور عظمت کے ساتھ اظہار کر رہا ہے کہ حقیقت میں یہ سکیم خدائی سکیم تھی اور اس سکیم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ہر میدان میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دی اور حقیقی (دین حق) دنیا کے کناروں تک پہنچا جس کی تفصیل کی یہ مضمون اجازت نہیں دیتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۸۵ء میں تحریک جدید کی مالی قربانیوں اور ان کے خوشکن اثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''تحریک جدید کی جو تحریک حضرت مصلح موعود نے ۱۹۳۴ء میں فرمائی تھی اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہی سلوک ہو رہا ہے۔ ایک اور رنگ میں اللہ تعالیٰ کا سلوک اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ہوا کرتا ہے۔ تحریک جدید نے جو کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کیا ہر آئندہ سال اسے بہت بڑھ کر خدا تعالیٰ نے پھر عطا کر دیا اور یہ سلسلہ حیرت انگیز طور پر مسلسل آگے کی طرف بڑھ رہا ہے......... جتنے چندے بڑھے ہیں یہ سب تحریک جدید کے چندے کے بچے ہیں۔ اگر ان غریب قادیان والوں نے اور ہندوستان کی جماعتوں نے بکریاں بیچ بیچ کر اور کپڑے بیچ بیچ کر او رمہینوں روپیہ روپیہ، دو دو روپے اکٹھے کر کے تحریک جدید کے چندے نہ دیئے ہوتے تو آج کروڑوں تک بجٹ نہیں پہنچ سکتا تھا.........

جتنے چندے آپ کو اس وقت یورپ اور امریکہ اور افریقہ اور دیگر جماعتوں میں نظر آ رہے ہیں۔ یہ سارے تحریک جدید کے ان چندوں کی برکتیں ہیں جو آغاز میں دیئے گئے تھے اور بڑی خاص دعاؤں کے ساتھ دیئے گئے تھے۔ ان چندوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقاء شامل تھے...... اس وقت تقویٰ اور نیکی کا عجیب ماحول تھا۔ جس رنگ میں وہاں چندے دیئے جاتے تھے وہ ایک ایسا منظر ہے کہ شاذ و نادر ہی تاریخ میں ایسے مناظر آیا کرتے ہیں۔ کئی کئی مہینوں کی تنخواہیں انجمن کے غریب کارکن دیا کرتے تھے۔ آج بھی یہ مناظر ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور احمدیت کی برکت سے بڑے حسین نقوش ظاہر ہو رہے ہیں۔ لیکن ان کا آغاز قادیان سے ہوا ہے.......... اور تحریک جدید نے اس مالی قربانی کی رغبت پیدا کرنے میں جو کردار ادا کیا ہے اسے ہم کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کر سکتے''۔

(خطبہ جمعہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۸۵ء)

چند ایمان افروز واقعات

مخلصین جماعت نے جس رنگ میں تحریک جدید میں مالی قربانی کر کے حصہ لیا یہ تاریخ احمدیت کا ایک درخشاں باب ہے تاہم اس وقت صرف چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

ایک فدائی نے حضور کی خدمت میں تحریر کیا۔

''خاکسار نے حضور سے مہلت کی درخواست کی جو منظور ہو چکی ہے مگر میرے دل نے کہا کہ آخری تاریخ سے پہلے ہی چندہ داخل کرنا ضروری ہے اس لئے میں نے زیور فروخت کر کے ادا کر دیا ہے''۔

(الفضل ۲۴ نومبر ۱۹۴۰ء)

ایک اور احمدی مخلص نے لکھا

"..........اب جو حضور کے پاک کلمات پہنچے تو بدن میں آگ سی لگ گئی۔ روح بے چین ہوگئی۔ پیارے آقا! اس ماہ میں مقروض بھی ہوں تاہم اپنا وعدہ حضور کے قدموں میں ڈال رہا ہوں۔ اگرچہ یہ حقیر رقم ہے مگر قبولیت پر ممکن ہے میری عاقبت بخیر ہو"

(الفضل ۸ نومبر ۱۹۴۰ء)

ایک دوست نے لکھا۔

"..........اس دفعہ چندہ تحریک جدید ادا کرنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس کی ادائیگی کی توفیق دی اور سورت بنا دی حالت یہ ہے کہ اس وعدہ کے پورا کرنے کے بعد میرے گھر میں ایک پیسہ بھی نہیں۔ سارا مہینہ ہی گھر قرض پر گزارنا ہے" (الفضل ۸ نومبر ۱۹۳۷ء)

ایک اور مخلص احمدی دوست ابو محمد عبداللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں یوں لکھا۔

"سیدی! میں چندہ میں اضافہ کرتا ہوں میرا مولیٰ میری آمدنی میں اضافہ کرتا ہے اور میرے مال و اولاد میں برکت بخشتا ہے...... چندہ مَیں نہیں دیتا میرا مالک خالق مجھے دیتا ہے۔ میں منی آرڈر کر دیتا ہوں۔ میں نے قرض بھی دینا تھا۔ ان سالوں میں وہ بھی اتر گیا۔ مکان کچے تھے پختہ ہوگئے۔ میں تو سمجھتا ہوں تحریک جدید کا چندہ اکسیر ہے کیمیا گری ہے"۔ (الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۴۰ء)

تحریک جدید کے تقاضوں کو مزید بہتر رنگ میں پورا کرنے کے لئے اور مزید قربانیوں کے لئے نہایت موثر اور ولولہ انگیز رنگ میں خطاب کرتے ہوئے حضور نے جو پیغام جماعت کے نام دیا تھا اس میں آپ نے فرمایا:-

"اے غافلو! جاگو اے بے پرواہو! ہوشیار ہو جاؤ۔ تحریک جدید نے تبلیغ (دین حق) کے لئے ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ مگر اب وہ کام اس قدر وسیع ہو چکا ہے کہ موجودہ چندے اس کے بوجھ کو اٹھا نہیں سکتے۔ مبارک ہے وہ سپاہی جو اپنی جان دینے کے لئے آگے بڑھتا ہے مگر بدقسمت ہے اُس کا وہ وطنی جو اس کے لئے گولہ بارود مہیا نہیں کرتا......

پس اے عزیزو! کمریں کس لو اور زبانیں دانتوں میں دبا لو۔ جو تم میں سے قربانی کرتے ہیں وہ اور زیادہ قربانیاں کریں۔ اپنے حوصلہ کے مطابق نہیں دین کی ضرورت کے مطابق اور جو نہیں کرتے قربانی کرنے والے انہیں بیدار کریں"۔ (الفضل ۱۲ جولائی ۱۹۴۶ء)

اللہ کرے کہ جماعت کا قدم ہمیشہ ہر میدان میں خواہ وہ جانی قربانی کا ہو یا مالی قربانی کا ہو وقف کا ہو یا کسی رنگ میں بھی کوئی مطالبہ آئے پہلے سے بڑھ کر آگے آنے والے ہوں اور غلبہ (دین) کا یہ قافلہ شاہراہ احمدیت پر ترقیات کی منازل طے کرتا ہوا آگے سے آگے ہی بڑھتا چلا جائے اور بانی تحریک جدید کی یہ سکیم جو دراصل نشاۃ ثانیہ کی ہی ایک سکیم ہے پوری شان و شوکت کے ساتھ دشمنان (دین) کی سکیموں کو ناکام و نامراد کرتی چلی جائے اور اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب اس سکیم کے ذریعے ساری دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے اور خلافت احمدیت کے ذریعے توحید کا جھنڈا ساری دنیا میں لہرانے لگے۔ اے خدا ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرما۔ آمین

●●●●●●●●●●●●●●●●●●●●

ابتدائی طبّی امداد

(مکرم ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب)

کسی اچانک حادثے یا قدرتی آفت کی لپیٹ میں آنے والے مریض یا کسی زخمی شخص کو فوراً اس کے رشتہ دار یا اردگرد کے لوگوں کی طرف سے جو مدد دی جاتی ہے اس کو ابتدائی طبّی امداد کہتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ کوئی شخص کسی حادثے کا شکار ہو جائے تو اس صورت میں یہ ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ اس کی جان بچانے کے لئے ابتدائی طبی امداد فراہم کی جائے۔

چند ضروری احتیاطوں کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہیے۔

ا۔ گھبراہٹ کا شکار نہ ہوں

۲۔ خون بند کرنے کی فوری کوشش کریں

اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں شریان اور ورید میں فرق پتا ہونا چاہیے۔ دل سے بدن کو خون پہنچانے والی نالیوں کا نام شریانیں ہے۔ شریانوں کے اندر خون تیزی سے دوڑتا ہے۔ ورید خون کو واپس دل میں لاتی ہے۔ اس میں خون کی رفتار سست ہوتی ہے۔ شریان کے کٹ جانے سے خون تیزی سے خارج ہوتا ہے۔ اس کے خون کو بند کرنے کے لئے زخم کے اس سرے پر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ جو دِل کے پاس ہو۔ اس کا پتہ اس بات سے ہم لگا سکتے ہیں کہ جس شریان سے خون نکل رہا ہے وہ جس حصے سے آرہی ہے اس طرف شریان پر انگلی رکھ کر دباؤ ڈالیں تو خون بہنا رُک جائے گا۔ اب اس جگہ پر پٹی باندھ دینی چاہیے۔ ورید میں خون کے نکلنے کی رفتار سست ہوتی ہے۔ اس کو بند کرنے کے لئے زخم کے اس سرے پر دباؤ ڈالا جاتا ہے، جو دل سے دور ہو۔ شریان میں خون کی رنگت سرخ اور ورید سے نکلنے والے خون کی رنگت سیاہی مائل گہری لال ہوتی ہے۔

خون بند کرنے کی احتیاطی تدابیر

(i) اگر خون بند نہ ہو تو مریض کو چارپائی پر لٹا کر پائنتی اونچی کر دینی چاہیے تاکہ جسم کی نسبت سر کی سطح نیچی ہو جائے۔

(ii) زخمی کو طاقت پہنچانے والی ادویات یا خوراک نہ دیں۔

(iii) مریض اگر بے چینی محسوس کرے تو تھوڑا تھوڑا پانی دیں۔

(iv) زخم اگر معمولی ہے تو آپس کے کناروں کو خوب کس کر باندھ دیں۔

(v) اگر زخم گہرا ہے تو پہلے اُسے صاف کرلیں اگر جراثیم کش ادویات مثلاً کاربالک ایسڈ یا ڈیٹول وغیرہ مل جائے تو پٹیوں کو اس میں بھگولیں ورنہ سادے پانی میں اُبال لیں اور فوراً مریض کو ہسپتال لے جائیں۔

دانت نکلوانے کے بعد خون کا روکنا

عام طور پر دانت نکلوانے کے بعد تھوڑی دیر خون جاری رہتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ خود ہی بند ہو جاتا ہے اگر خون بند نہ ہو تو زخم کو اچھی طرح صاف کر کے لال دوائی کی کُلیاں کرائیں۔ اس جگہ دباؤ سے خون بند کر کے صاف جالی یا ململ کے کپڑے کا پھاہا رکھیں۔

خراشیں اور نیل

جسم کے کسی حصہ میں تازہ خراشیں آئی ہوں تو ٹھنڈا پانی

ڈالیں۔ اگر کسی حادثے کی وجہ سے تمام جسم پر خراشیں ہوں تو مریض کو گرم پانی میں نہلائیں۔ اگر لڑائی جھگڑے سے آنکھ میں چوٹ آئے یا آنکھ کے اردگرد نیل پڑ جائے تو آنکھ پر روئی رکھ کر باندھ دیں اور فوری طور پر ڈاکٹر کو دکھائیں۔ اگر چوٹ گہری ہو تو برف رکھیں یا ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کریں۔

جلنا یا جھلسنا

ایسے حادثے کئی طرح سے پیش آتے ہیں۔ بجلی کے تاروں سے جھلسنا۔ پانی ابلتا گرنا۔ آگ کے شعلوں سے جلنا کیمیائی اشیاء سے جلنا۔ جلے ہوئے زخموں کا اگر فوری علاج ہو جائے تو بچ جانے کی امید ہوتی ہے۔ حادثے کے چند روز تک تو مریض بظاہر اچھا بھلا نظر آتا ہے لیکن چند روز بعد جھلسے ہوئے جسم کے حصے گلنے سڑنے لگتے ہیں جس سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ اس لئے جلے ہوئے مریض کو جلدی سے ہسپتال پہنچا دیں تا کہ جراحی کا عمل جلدی ہو سکے۔ جلے ہوئے حصوں پر پانی میں میٹھا سوڈا ڈال کر ٹھنڈا پانی بہائیں۔ سردی کا موسم ہو تو لحاف لپیٹ دیں۔ گرمی کا موسم ہو تو کھلی ہوا میں رکھیں۔ بورک ایسڈ سے زخموں کو صاف کر دیں۔

باؤلے کتے کا کاٹنا

اگر کوئی باؤلا کتا کسی شخص کو کاٹ لے تو اس کی زندگی خطرے سے دوچار ہو سکتی ہے۔ اس شخص کو فوراً ہسپتال پہنچانا چاہیے۔ ابتدائی طبی امداد کے طور پر زخم کو اچھی طرح جراثیم کش دوا سے صاف کر دیں اگر دوا موجود نہ ہو تو نہانے والے صابن کے پانی سے زخم دھو دیں۔

سانپ کا ڈسنا

پانی میں پائے جانے والے سانپ عام طور پر زہریلے نہیں ہوتے۔ سانپوں کی چند ایک قسمیں بہت زہریلی ہوتی ہیں مثلاً ناگ۔ اگر سانپ کسی کو ڈس لے تو فوری طور پر زخم سے کچھ اوپر پٹی کس کر باندھ دینی چاہیے۔ تا کہ سانپ کا زہر باقی جسم میں نہ پھیلے اور جس جگہ سانپ نے کاٹا ہے اس کو فوری طور پر کاٹ کر خون جاری کر دیں۔ مریض کو فوراً ہسپتال لے جائیں۔ اگر ہسپتال نزدیک نہ ہو تو کسی تیز دھار چاقو یا بلیڈ کو گرم کر کے زخم پر دو تین چیرے لگا دیں۔ اور خون کو دبا دبا کر نکال دیں زہر کو منہ سے بھی چوسنے کا طریقہ ہے مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ منہ کے اندر کوئی زخم وغیرہ نہ ہو اور خون نگلا نہ جائے۔

مصنوعی تنفس

اگر سانس کے رستے میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو آدمی بے ہوش ہو جاتا ہے اور اسکی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ان میں سر کی چوٹ، بے ہوشی کی وجہ سے سانس کا رُکنا، زہریلی ہوا یا گیس پھیپھڑوں میں چلی جائے، پانی میں ڈوب جانے سے، زہریلی چیز کھانے سے یا پھر دم گھٹ جانے سے۔

مصنوعی تنفس دینے کا طریق

حادثے کا شکار ہونے والے شخص کی ناک یا منہ پر منہ رکھ کر یا اگر بچہ ہو تو اس کے دونوں جگہوں کے رستے زور سے پھونک ماریں اس طرح اس کے پھیپھڑے میں ہوا چلی جائے گی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنا عمل فوراً شروع کریں۔ پھیپھڑوں کے رستے میں یعنی منہ اور ناک کے اندر رکاوٹ نہ ہو۔ پھیپھڑوں کے اندر ہوا داخل کر کے اُسے باہر بھی نکالیں۔ یہ طریقہ اس وقت تک کریں جب تک مریض خود سانس لینا شروع نہ کر دے۔ جب مریض خود سانس لینا شروع کر دے تو اس کو ذرا ترچھا لٹا دیں۔ یعنی پوری کروٹ نہ لی ہو حادثے کا شکار ہونے والے شخص کا بغور معائنہ کرتے رہیں کہ وہ باقاعدہ سانس لے رہا ہے یا نہیں۔

اگر ڈوبتے شخص کو پانی میں سے نکال لیا جائے تو اس بات کا انتظار نہ کریں کہ کنارے جا کر اسے مصنوعی تنفس دیا جائے بلکہ یہ عمل فوری کشتی وغیرہ پر شروع کر دیں۔ ابتدائی طبی امداد میں ہڈیوں کے ٹوٹنے کے بارہ میں بھی امداد شامل ہے اور بہت اہمیت کی حامل بھی ہے۔

ہڈیوں کا ٹوٹنا

جس جگہ چوٹ لگتی ہے عام طور پر ہڈی وہیں سے ٹوٹتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ چوٹ کسی جگہ لگتی ہے اور ہڈی کسی اور جگہ ٹوٹتی ہے۔ لیکن جس جگہ ہڈی ٹوٹتی ہے اس جگہ سخت درد ہوتا ہے اور عضو کو ہلانے سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ بعض دفعہ ہڈی کے سرے آپس میں رگڑ کھاتے اور آواز پیدا کرتے ہیں۔ ہڈی کے ٹوٹنے کو فریکچر کہتے ہیں ان کی کئی اقسام ہیں۔

سادہ یا عام فریکچر

اس میں ہڈی بالکل ٹوٹی محسوس ہوتی ہے۔

ملا جلا فریکچر

اس میں عموماً ہڈی گوشت میں گھس جاتی ہے۔

پیچیدہ فریکچر

اس میں ہڈی گوشت کے ریشے، پٹھوں کو توڑ دیتی ہے اور باہر نکل آتی ہے۔ ہڈی کے ٹوٹنے سے مریض کو بہت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اسے فوراً کسی مستند ڈاکٹر یا ہسپتال لے جانا چاہیے۔ یا ایسے کسی شخص کے پاس جسے ہڈیوں کے جوڑنے میں مہارت حاصل ہو۔ اس معاملے میں مریض کی دیکھ بھال اچھی طرح کرنی چاہیے۔

ریڑھ کی ہڈی

ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور انسان اٹھ نہیں سکتا۔ اس حادثے کی صورت میں مریض کو ہلنے جلنے نہ دیں اور فوراً ڈاکٹر کو بلائیں۔

پسلیاں

پسلیوں کے ٹوٹنے سے انسان کو سانس لینے میں تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ ڈاکٹر کے آنے سے پہلے مریض کو اس طرح آرام سے لٹا دیں کہ وہ ٹوٹی ہوئی پسلی کی طرف تھوڑی سی کروٹ لئے رکھے۔

ہنسلی

ہنسلی زیادہ تر ہاتھ کے بل گرنے یا کندھے پر چوٹ لگنے سے ٹوٹتی ہے۔ جس طرف سے ہڈی ٹوٹتی ہے اُس طرف کا ہاتھ کام نہیں کرتا۔ ایسی حالت میں مریض کی قمیض اور بنیان اتار دیں تا کہ پٹی باندھنے میں آسانی ہو۔ اب کسی کپڑے کی دو انچ موٹی گدی بنا کر جس طرف ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ ادھر والی بغل میں رکھ دیں اس کے بعد بازو کو کہنی پر سے موڑ کر چھاتی پر رکھ دیں اور اسے چوڑی پٹی کی مدد سے سہارا دیں اب دوسری چوڑی پٹی لے کر اسے کہنی پر بیچ میں رکھیں اور اس کے دنوں سروں کو دوسری طرف باندھ دیں۔

بازوؤں کی ہڈیاں

بازوؤں کی ہڈیاں تین طرح سے ٹوٹ سکتی ہیں کندھے کے قریب، بیچ میں سے، یا کہنی کے پاس سے، اگر ہڈی کندھے کے پاس ٹوٹی ہے تو بازو کو جسم سے ملا دیں اور ایک چوڑی پٹی لے کر بازو کے اوپر اور جسم کے ارد گرد باندھ دیں۔ اگر بیچ میں سے ٹوٹی ہے تو دو کھپچیاں لے کر ان کو ٹوٹے ہوئے بازو کے اوپر نیچے رکھیں اور پتلی پٹیوں سے باندھ دیں۔ اس کے بعد بازو کو چوڑی پٹی سے سہارا دیں۔

کہنی: کہنی کے قریب ہڈی ٹوٹے تو کہنی پر عموماً ورم

آ جاتا ہے ایسی حالت میں برف یا ٹھنڈے پانی میں تر کی ہوئی پٹی باندھنی چاہیے۔

کلائی کی ہڈی: بازو کے نچلے حصے میں یعنی ہاتھ سے کہنی تک دو اہم ہڈیاں النا اور ریڈیس ہوتی ہیں۔ کہنی کے جوڑ کا بوجھ ان پر پڑتا ہے جب کہ ریڈیس ہاتھ کے انگوٹھے کی طرف ہوتی ہے۔ ان کا اوپر کا کنارہ پتلا اور چپٹا ہوتا ہے۔

ان ہڈیوں پر اگر چوٹ آ جائے تو ہاتھ ٹھیک کام نہیں کرسکتا۔ اس حالت میں ہاتھ کو اٹھا کر جسم کے قریب اس طرح رکھیں کہ انگوٹھا اوپر کی طرف رہے۔ اب دو کھپچیاں لے کر ان کو کلائی کے بیچ میں اوپر نیچے رکھیں۔ کھپچیوں اور کلائی کے درمیان پتلی گدیاں رکھنی چاہئیں۔ کھپچیوں کو پٹی سے باندھ کر بازو کے نچلے حصے کو ایک چوڑی پٹی سے سہارا دیں۔

ہاتھ کی ہڈیاں: ہاتھ کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں تو ہتھیلی پر کپڑا یا روئی رکھ کر اسے پتلی پٹی سے باندھ دیں اور ہاتھ کو چوڑی پٹی سے سہارا دیں۔

گھٹنا: گھٹنے کی ہڈی ٹوٹ جائے تو جوڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے اور سوج جاتا ہے۔ ایسی حالت میں مریض کو چت لٹا کر اس کے سر اور کندھوں کو تکیوں کی مدد سے کچھ اوپر اٹھا دیں۔ جس ٹانگ کا گھٹنا ٹوٹ گیا ہے۔ اسے بھی تھوڑا اُوپر اٹھا دینا چاہیے اور اب ایک کپھچی گھٹنے کے نیچے رکھ کر پٹیوں سے باندھ دیں۔

پنڈلی کی ہڈی: بازو کی طرح ٹانگ کے نچلے حصے میں دو ہڈیاں ہوتی ہیں۔ ان دونوں میں کوئی بھی ہڈی ٹوٹ سکتی ہے۔ اس صورت میں مریض کو لٹا دیں اور ٹانگ کو آہستہ آہستہ کھینچ کر دوسری ٹانگ کے برابر لانے کی کوشش کریں پھر دونوں پیروں کو آپس میں باندھ دیں اب پیر سے گھٹنے کے کچھ اوپر تک کی لمبائی کی دو کھپچیاں میں اور ان کو اندر اور باہر کی طرف رکھ کر پٹیوں سے باندھ دیں اس کے بعد دونوں ٹانگوں کو ایک ساتھ باندھیں یعنی پیر باندھنے کے لئے، ٹوٹی ہوئی ہڈی سے کچھ اوپر اس کے نیچے گھٹنے سے اوپر دونوں ٹخنوں اور گھٹنوں پر پٹی باندھنے کی بجائے ایک فلوٹر پٹی زخم والے حصے پر باندھ دیں اس طرح پانچ پٹیوں کی ضرورت ہوگی۔

اُتری ہوئی ہڈی بٹھانے کی فوری تدبیر

اگر طبی امداد فوری طور پر میسر نہ ہو تو اتری ہوئی ہڈی کو ہٹانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہڈی کو اپنی جگہ بٹھانے کے لئے زخمی عضو کا سرا آہستہ آہستہ اِدھر اُدھر ہلائیں۔ ہڈی اپنی اصلی جگہ بیٹھ جائے تو کھپچی لگا کر پٹیوں سے باندھ دیں۔ اس طرح ہاتھ، پیر، انگلی، کہنی، کندھے اور گھٹنے کی ہڈیاں اپنی جگہ بٹھائی جاسکتی ہیں۔

AAAAAAAAAAAAAAAAAA

مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کا اعزاز

پاکستان ٹیلی ویژن کے علاقائی ایوارڈ کی تقریب 15 اکتوبر 2003ء کو الحمراء ہال نمبر 1، لاہور میں منعقد ہوئی جس میں سال 2002ء کے لئے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں میں ایوارڈ تقسیم کئے گئے۔

جماعت کے معروف شاعر مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کو سال 2002ء میں پی ٹی وی کے لئے بہترین پنجابی نغمے لکھنے پر ''بہترین نغمہ نگار'' کا ایوارڈ دیا گیا۔ پی ٹی وی کی جانب سے جناب امجد اسلام امجد نے یہ ایوارڈ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کو پیش کیا۔

یاد رہے کہ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کو اس سے قبل ان کی پنجابی غزلوں کی کتاب ''سردل'' کو مسعود کھدر پوش ایوارڈ اور پاکستان رائٹرز گلڈ ایوارڈ بھی مل چکے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس عرفان

مسلمانوں میں اختلافات کی وجوہات

سوال: مسلمانوں میں جو اختلافات ہیں ان کی کیا وجوہات ہیں اور جو باتیں انتشار کا باعث ہیں کیا ان پر مفاہمت ہوسکتی ہے اگر ہوسکتی ہے تو کس طرح ہوسکتی ہے؟

جواب: فرمایا: آپ نے ایک بہت ہی بنیادی اور اہم سوال اٹھایا ہے۔ اگر یہ سوال حل ہو جائے تو بہت سے فتنے اور فسادات دور ہو جائیں۔ اس کا تجزیہ کرنے کے لئے آغاز سے بات کرنی پڑے گی۔

عہد نبویؐ میں اختلافات

ایک وقت اسلام پر ایسا تھا جب کہ اسلام ایک تھا۔ نام میں بھی ایک اور حقیقت میں بھی ایک۔ اختلاف تھے لیکن ان کو ثانوی حیثیت حاصل تھی، جن کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اِخۡتِلَافُ اُمَّتِیۡ رَحۡمَۃٌ یہ وہ وقت تھا جب حضرت محمد ﷺ خود موجود تھے۔ یہ وقت خلافت راشدہ تک چلتا رہا۔ اس دوران اگر کوئی اختلاف ہوا تو دیانت داری اور تقویٰ سے ہوا۔ جس کسی کو بھی اختلاف ہوا اس نے قرآن و سنت پر ہی اپنے اختلاف کی بنیاد رکھی۔ اختلاف کی صورت میں ہمیشہ ان سے جا کر پوچھ لیا جو ان کے نزدیک صاحب علم تھے اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ روشنی پانے والے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں آپ کے پاس جا کر استفسار کر لیتے اور حضور اکرم ﷺ جو فرمادیتے اس پر آمنا صدقنا کہہ دیتے۔ اختلاف بڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

خلفائے راشدین کے عہد میں اختلافات

آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ نے خلفاءؓ کے بارے میں بھی وہی طریقہ اختیار کیا اور خلافت راشدہ کے سارے دور میں یہ سلسلہ چلتا رہا۔ صحابہ کرامؓ میں روایات اور مسائل کے متعلق اختلافات پیدا ہوتے رہے ہیں جو فیصلہ خلیفہ وقت نے دے دیا اسے تسلیم کر لیا۔ لیکن ایک فرق کے ساتھ کہ خلیفہ وقت کے ساتھ یہ بحث کسی نے نہیں اٹھائی کہ آپ کا فیصلہ فلاں خلیفہ کے فیصلہ کے خلاف ہے اس لئے ہم نہیں مانیں گے لیکن اگر کسی نے یہ سمجھا کہ فیصلہ رسول اکرم ﷺ کے فیصلہ کے خلاف ہے تو اس نے عرض کر دیا کہ ہمارے نزدیک آپ کا فیصلہ درست نہیں کیونکہ ہمارے علم میں ایک روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا اس پر خلیفہ وقت نے جو فیصلہ دیا وہ اس طرح دیا کہ جو روایت آپ بیان کر رہے ہیں وہ نقص رکھتی ہے اور فلاں روایت کے مطابق آنحضرتؐ کا فیصلہ یہی ہے۔ اس بات کو سننے کے بعد سوال کرنے والے نے اس بحث کو ختم کر دیا اور اس بات کو صحیح تسلیم کر لیا یا دوسری صورت میں خلیفہ وقت نے ان کی بات مان لی کہ اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر میری بات ختم آنحضرت ﷺ کی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ مسئلہ خود ہی حل ہو گیا اور اختلاف ختم ہو گیا۔

خلافت راشدہ کے بعد اختلافات

جب خلافت راشدہ بھی ختم ہو گئی تو پھر اتھارٹی تقسیم ہو گئی اور مختلف علماء نے اس کام کو سنبھال لیا جو خلافت راشدہ

مرکزیت میں کیا کرتی تھی۔ پھر اختلاف حل تو ہوئے لیکن جزوی بنیادوں پر۔ حضرت امام شافعیؒ کے دائرے میں جو اختلاف ہوئے وہ امام شافعیؒ کے حوالوں سے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے دائرے میں جو اختلاف ہوئے وہ امام ابوحنیفہؒ کے حوالوں سے حل ہوئے۔ کہیں مالکی اکٹھے ہوگئے تو انہوں نے اپنے امام سے پوچھ کر اختلاف حل کرلیا۔ اس طرح سے الگ الگ مقامات پر مختلف لوگوں کے ذریعہ یہ اختلافات حل ہوتے رہے۔ لیکن ایسا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس کو بروئے کار لاکر ان آئمہ کرام کے درمیان ہونے والے اختلافات کے فیصلے ہو سکتے یعنی وہ اختلافات دور ہو سکتے جو شیعہ سنّی یا شافعی مالکی حنفی یا امام حنبل کے ماننے والوں کے درمیان پیدا ہوتے گئے۔ شیعہ اختلافات شیعہ امام کے ذریعہ ختم ہوتے رہے لیکن جب امامت میں اختلاف ہوگیا تو پھر وہاں بھی ٹکڑے ہوگئے۔ کسی نے کسی کو امام بنایا اور کسی نے کسی اور کو۔ اسی طرح سنّیوں میں بھی یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہ سلسلہ جو جاری ہوا اس کے پیچھے دو محرکات کام کررہے تھے۔ ایک ایسا محرک ہے جو طبعی اور فطرتی ہے۔ اس پر ہم کسی قسم کا اعتراض نہیں کر سکتے۔ مثلاً اگر ایک چیز مجھے فی الحقیقت دوسری طرح ہی دکھائی دے رہی ہے تو اگر میں متقی ہوں تو وہی کہوں گا جو مجھے دکھائی دے رہا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی اور اس کو کسی اور طرح دیکھ رہا ہے۔ اس لئے ایسا اختلاف پیدا ہونا طبعی امر ہے اگر یہ یقین نہ ہو کہ فلاں آنکھ بغیر نقص کے دیکھتی ہے اور ایسی آنکھ میسر نہ آسکے تو یہ اختلافات طبعی ہوں گے۔

تقویٰ کی کمی کی وجہ سے اختلافات

پھر بعض اختلافات تقویٰ کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوئے اور تقویٰ کی کمی نے خود بخود آہستہ آہستہ دخل دینا شروع کردیا۔ کچھ نبوت سے دوری کے نتائج طبعاً نکلتے ہیں اگرچہ یہ درست ہے کہ قرآن کریم ایک کامل کتاب ہے لیکن نبی کی ضرورت اپنی جگہ اسی طرح قائم ہے۔ آنحضرت ﷺ اگر نہ ہوتے تو قرآن کریم کا فہم ہمیں عطا ہو ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ قرآن جس طرح آپؐ نے سمجھا اور جس نظر سے دیکھا اس طرح کوئی اور اس کو نہ سمجھ سکتا تھا اور نہ ہی اس کو اس طرح دیکھ سکتا تھا۔ جس طرح آپؐ کو تزکیہ نفس کی طاقت نصیب تھی خلفاء کو بھی وہ طاقت نصیب نہ تھی۔ تزکیہ کا فعل اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب فرمایا ہے۔ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ میں تزکیہ علم سے بھی پہلے آتا ہے۔ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ بعد کی باتیں ہیں۔ یہ میں اب دوسرا حصہ بیان کررہا ہوں تقویٰ کی کمی کا جس کا تزکیہ نفس سے تعلق ہے۔ جب اختلاف پیدا ہوتے ہیں تو انانیت خود بخود اپنی جگہ بنالیتی ہے۔ انسان کے دل میں یہ بڑائی پیدا ہوجاتی ہے کہ میری بات اس قابل ہے کہ مانی جائے اور اسی کے ساتھ میری شان وابستہ ہے۔ اگر میرے مقابلے میں کسی اور کی بات مانی گئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ہار گیا اور وہ جیت گیا۔ رفتہ رفتہ وہ اختلافات جو ابتداء میں طبعی تھے انہوں نے بٹیروں کی لڑائی کی شکل اختیار کرلی کہ کون سا بٹیرا جیتے گا اور کون سا ہارے گا۔ ایک دم یہ معاملہ ایسے نہیں ہوگیا لیکن آہستہ آہستہ یہ آگ ضرور داخل ہونی شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ اسلامی تاریخ میں اتنے بھیانک مناظر بھی نظر آتے ہیں جن کو دیکھنے سے ایک انسان کانپ جاتا ہے۔

('بحرِ عرفان' شائع کردہ لجنہ اماء اللہ لاہور)

☆☆☆

بٹووں کی داستانیں

(مکرم ومحترم چوہدری شبیر احمد صاحب)

اس عنوان سے شائد ہی کوئی سمجھے کہ متن کیا ہوگا۔ اس لئے احتیاطاً کچھ وضاحت عرض ہے۔ بٹوا رکھنا یا نہ رکھنا ایک اختلافی مسئلہ ہے بعض کہتے ہیں کہ نقدی کو محفوظ رکھنے کے لئے بٹوا رکھنا چاہیے۔ بعض کا خیال اس کے برعکس ہے، وہ کہتے ہیں کہ اپنی نقدی اپنے لباس کی کسی مضبوط جیب میں رکھنی چاہیے۔ بٹوے کی کیا ضرورت ہے؟۔ اس اختلاف کے پیش نظر میں نے سمجھا کہ بٹووں کی داستانیں جو میرے مشاہدہ اور تجربہ میں آئی ہیں وہ صفحہ قرطاس پر پیش کردوں۔ قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ بٹوا رکھنا مفید ہے یا نہیں۔

لاہور میں ایک کالج کے ہوسٹل کا واقعہ

1934ء کی بات ہے۔ مرے کالج سیالکوٹ کی ہاکی ٹیم لاہور کے دورے کے لئے نکلی۔ خاکسار ہاکی الیون کا ممبر تھا۔ مسٹر ٹریسلر ہمارے پروفیسر انچارج ہاکی گیم تھے۔ دن بھر لاہور کی زیارت کے شوق میں گھومنا پھرنا اور مختلف کالجز کی ہاکی ٹیموں سے میچ کھیلنے میں گذرا۔ رات کو ایک کالج کے ہوسٹل میں قیام ہوا۔ ہمارے ساتھ کھلاڑیوں کے علاوہ کچھ لپاڑیوں نے بھی مصاحبت اختیار کرلی تھی۔ تھکان کے باعث رات کو اتنی گہری نیند آئی کہ گھوڑے بیچ کر سونے کا محاورہ ہم پر صادق آیا۔ صبح میرے ایک دوست کو خیال آیا کہ انارکلی میں جاکر ناشتہ کیا جائے۔ چنانچہ ہم دونوں سیر کرتے ہوئے انارکلی پہنچ گئے اور ایک دکان پر لسی اور کچوریوں کا ناشتہ کیا۔ ہم دونوں کے ناشتہ کا بل صرف آٹھ آنے ہوا۔ میرا دوست دورانِ سفر اخراجات کا انحصار خاکسار پر ہی کیا کرتا تھا۔ سو میں نے بٹوا نکالا کہ بل ادا کروں تو اس میں ایک دمڑی بھی نہ تھی۔ میں نے اپنے دوست کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا کہ کیا وہ بل ادا کرسکتا ہے؟ تو اس نے مسکرا کر بتادیا کہ میرے سرپرست تو آپ ہی ہیں۔ ماتھے پر عرق ندامت اور زبان گنگ، کچھ وقفہ اسی طرح گذرا۔ دکاندار ہمیں حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ کیا ماجرا ہے۔ آخر میں نے بصد ندامت دکاندار کو کہا کہ بھئی رات کو ہم نے جہاں قیام کیا تھا، وہاں ہم لٹ گئے اور بٹوا خالی پڑا ہے۔ آپ کا بل ہم پھر کسی وقت ادا کردیں گے۔ دکاندار نہایت شریف انسان تھا اس نے کہا کہ آپ کی بات مجھے درست معلوم ہوتی ہے آپ بل کی فکر نہ کریں میری طرف سے مہمان نوازی ہی سہی ۔

جان بچی تو لاکھوں پائے
لوٹ کے بدھو گھر کو آئے

دہلی جاتے ہوئے ایک ریل گاڑی میں واقعہ

1939ء کی بات ہے کہ بندہ ریلوے میں ملازم تھا۔ لاہور سے دہلی تک سفر بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ ٹرین کلرک کے طور پر گارڈ سے چولی دامن کا ساتھ رہتا تھا۔ لاہور سے دہلی جانے والی ٹرین میں گارڈ نے سرونٹ کلاس کے ڈبے میں بٹھادیا۔ ایک بٹوا میری جیب میں تھا جس میں صرف پانچ روپے تھے۔ جس کو محفوظ کرنے کے لئے میں نے اسے

اچھی طرح سینے سے لگالیا۔ رات کا وقت تھا۔ جوانی کی نیند نے آگھیرا۔ آنکھ لگنے سے پہلے ایک چائے فروش کو داخل ہوتے دیکھا۔ سفید لباس، چائے فروشوں والی پگڑی اور ہاتھ میں چائے کی ٹرے۔ جلد ہی میری آنکھ لگ گئی اتنے میں فیروز پور کا ریلوے اسٹیشن آگیا۔ چائے فروش غائب تھا۔ ساتھ ہی مجھے اپنے بٹوے کا خیال آیا۔ سینے پر ہاتھ مارا تو بٹوا بھی غائب تھا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ چائے فروش کی یہ حرکت ہے۔ اس نے مجھے گہری نیند میں پا کر بٹوا پار کرلیا۔ میں فوراً گاڑی سے اُترا اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسافروں کو اترتے ہوئے غور سے دیکھتا رہا۔ اتنے میں ایک ڈبے سے وہی چائے فروش اتر رہا تھا۔ میں نے فوراً اسے کلائی سے پکڑلیا اور گارڈ کے پاس لے گیا کہ اس نے میرا بٹوا چرالیا ہے۔ یہ اس سے بازپرس کریں۔ گارڈ نے اسے ایک تھپڑ رسید کیا اور کہا کہ بٹوا نکالو۔ اس نے خوف کے عالم میں چائے دانی کا ڈھکنا اٹھایا اور بھیگا ہوا بٹوا نکالا اور گارڈ کو پیش کردیا۔ گارڈ نے فوراً وہ بٹوا مجھے دے کر کہا کہ جاؤ اپنی سیٹ پر جاکر بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں پولیس بھی آگئی اور ایک سپاہی کہنے لگا کہ یہ چوری کا کیس ہم ڈیل کریں گے۔ بٹوا ہمیں دیا جائے لیکن بندہ تو پہلے ہی برق رفتاری سے گارڈ کا شکریہ ادا کر کے اپنی سیٹ پر پہنچ گیا تھا اور گارڈ صاحب نے گاڑی چلانے کی سیٹی بجادی۔ گاڑی چل پڑی اور پولیس والے منہ دیکھتے رہ گئے۔ بٹوے میں اگرچہ پانچ روپے تھے مگر یہ 1939ء کی بات ہے جب کہ ایک آدمی لاہور سے دہلی تک جاتے ہوئے پانچ روپے میں امیرانہ ٹھاٹھ سے کھانا پینا جاری رکھ سکتا تھا۔

سیالکوٹ میں دوران سفر جیب تراشی کا واقعہ

1970ء کی بات ہے کہ بندہ سیالکوٹ میں اپنی جائیداد کا ایک حصہ فروخت کر کے ربوہ واپس آرہا تھا کہ جیب تراشی کا واقعہ پیش آگیا۔ سیالکوٹ میں خاکسار اپنی خالہ کے ہاں قیام پذیر تھا۔ گھر سے نکلا تو میرے خالہ زاد بھائی مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب نے الوداع کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے پاس رقم معقول ہے بڑا محتاط اور چوکس رہ کر سفر کریں۔ بڑی رقم تو ہینڈ بیگ میں محفوظ کرلی گئی تھی البتہ راستے کے خرچ کے لئے -/223 روپے بٹوے میں رکھ لئے گئے جو جیب میں تھا۔ ایک ٹانگہ پر بیٹھ کر بس کے اڈے پر جانا تھا۔ سو ایک ٹانگے میں بیٹھ گیا۔ اس میں چند افراد اور بھی سوار تھے۔ اڈے پر جب میں ٹانگے سے اترا تو بٹوا غائب تھا۔ ٹانگہ کی دیگر سواریوں میں کوئی جیب تراش ہوگا اس نے بٹوا پار کرلیا۔ میرے پاس ٹانگے والے کو دینے کے لئے چار آنے بھی میسر نہ تھے۔ حسن اتفاق سے وہاں ایک احمدی دکاندار اپنی دکان پر موجود تھے میں نے ان سے کہا کہ پہلے تو چار آنے دیں تاکہ میں ٹانگے والے کو فارغ کروں اور پھر ایک سائیکل دیں تاکہ میں جیب تراش کو پکڑ سکوں۔ انہوں نے چونی بھی دی اور سائیکل بھی۔ خاکسار نے حکیم خادم حسین روڈ کے دائیں بائیں امکانی مقامات کو چھان مارا مگر جیب تراش نہ ملا۔ بہرحال خدا کا شکر ادا کیا کہ بیگ کی پونجی محفوظ رہی۔

لاہور میں ایک بس کا واقعہ

1970-71ء کی بات ہے۔ ایک مرتبہ لاہور کے دورہ میں رات کے وقت ایک بس میں سفر کررہا تھا کہ بس سے اترتے وقت مجھے کسی نے پیچھے سے دھکیلا۔ میں سمجھا کہ اترتے وقت کسی شخص کو دھکا لگا ہے اور وہ مجھے دھکیلنے پر

مجبور ہوا ہوگا۔ انہی خیالات میں قیام کی غرض سے میں دارالذکر پہنچا۔ کپڑے بدلتے ہوئے معلوم ہوا کہ بٹوا غائب ہے۔ تب مجھے احساس ہوا کہ بس میں دھکا کیوں لگا تھا۔ حقیقت میں مجھے نہیں میرے بٹوے کو دھکا لگا تھا۔ بٹوا ہتھیانے والا زیادہ خوش نہ ہوا ہوگا، جب اس نے صرف چالیس روپے کی کمائی پائی ہوگی۔ اگرچہ ان دنوں چالیس روپے کی رقم بھی معقول تھی لیکن چور کی لمبی چوڑی امید کے خلاف ہوگی۔

لندن میں ایک ٹرین کا واقعہ

1986ء کی بات ہے خاکسار لندن سے لیڈز (LEEDS) بذریعہ ٹرین جا رہا تھا۔ سفر کے دوران ٹائلٹ سے فارغ ہوکر بندہ اپنی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا ایک لڑکی ہاتھ میں ایک بٹوا لئے لوگوں کو بغور دیکھتی آ رہی ہے حتیٰ کہ وہ میرے پاس بھی آئی اور مجھے بغور دیکھ کر بٹوے کا وہ حصہ دکھایا جہاں میری تصویر لگی ہوئی تھی۔ گویا وہ مجھ سے عملاً پوچھ رہی تھی کہ کیا یہ بٹوا آپ کا ہے؟ میں نے کہا ہاں یہ میرا بٹوا ہے۔ ٹائلٹ میں گیا تھا وہاں گر گیا ہوگا اس نے مجھے بٹوا دے دیا اور بندہ نے اس کا بہت شکریہ ادا کیا۔

دفتر میں بٹوا گم ہونے کا واقعہ

سن یاد نہیں رہا۔ ایک دفعہ میں شاپنگ کے لئے بازار میں تھا کہ ایک چیز کی قیمت دینے کے وقت معلوم ہوا کہ بٹوا غائب ہے۔ خیالات کے گھوڑے بہت دوڑائے مگر کچھ یاد نہ آیا کہ بٹوا کہاں رہ گیا ہے۔ آخر مجھے لندن کا واقعہ یاد آ گیا کہ ٹائلٹ میں بٹوا گر گیا تھا فوراً دفتر کی ٹائلٹ میں گیا اور وہاں کموڈ کے پاس بٹوا گرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

واقعہ ایک جمعہ بازار کا

غالباً 90ء کا واقعہ ہے کہ بندہ اپنی اہلیہ سمیت اسلام آباد گیا ہوا تھا۔ ہمیں خیال آیا کہ دنیا کے وہ مقامات بھی دیکھیں جو بڑے معروف ہیں مگر مجھے کبھی وہاں جانے کا شوق نہیں چرایا۔ ان میں جمعہ بازار بھی شامل ہے جو اپنی رونق اور انواع واقسام کی دکانوں کے باعث عوام میں بڑا مقبول ہے۔ بقول غالب ؎

دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

ہم دائیں بائیں دکانوں کو دیکھنے کا لطف اٹھا رہے تھے۔ اہلیہ کے کندھے پر مستورات کا روائتی بیگ لٹک رہا تھا جس میں کچھ ریزگاری بھی تھی اور چھوٹا سا بٹوا بھی تھا جب ہم جمعہ بازار سے لطف اندوز ہوکر بغیر شاپنگ کئے اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو اہلیہ نے دیکھا کہ ان کے بیگ کا منہ کھلا ہوا ہے اور اس میں سے بٹوا غائب ہے۔ کسی جیب تراش نے اس ہنرمندی سے بٹوا پار کیا کہ ہمیں احساس تک نہ ہونے دیا۔ ریزگاری محفوظ تھی اور بٹوا غائب تھا۔ جیب تراش نے سمجھا ہوگا کہ اصل مال بٹوا میں ہوگا لیکن میری اہلیہ نے وہ بٹوا چندوں کی رسیدیں محفوظ کرنے کے لئے رکھا ہوا تھا۔ سو رسیدیں دیکھ کر جیب تراش کھسیانی ہنسی ہنستا ہوگا۔

اب قارئین کرام خود فیصلہ فرمائیں کہ بٹوا رکھنا مفید ہے یا نہیں؟

رپورٹس مقابلہ جات زیر اہتمام مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

(مکرم رفیق احمد ناصر صاحب۔ مہتمم صحت جسمانی)

آل پنجاب ایج گروپ سوئمنگ چیمپئن شپ

منعقدہ 20-21 اگست 2003 سوئمنگ پول ربوہ

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت آل پنجاب ایج گروپ انڈر 10-12-15-18 سوئمنگ چیمپئن شپ مورخہ 20-21 اگست 2003ء منعقد ہوئی جس میں پنجاب سوئمنگ ایسوسی ایشن سے ملحقہ 7 اضلاع میں سے 6 اضلاع لاہور، فیصل آباد، سرگودھا، بہاولپور، شیخوپورہ اور جھنگ کے 132 کھلاڑیوں اور 18 ٹیم آفیشلز نے شرکت کی۔

ان مقابلہ جات میں مکرم کامران احمد بٹ صاحب سیکرٹری جنرل پاکستان سوئمنگ فیڈریشن مکرم میاں عبدالواجد صاحب صدر پاکستان سوئمنگ ٹیکنیکل آفیشلز ایسوسی ایشن مکرم محمد حفیظ بھٹی صاحب کوچ پاکستان سوئمنگ ٹیم اور پاکستان سوئمنگ ٹیکنیکل آفیشلز کے 30 ممبران بھی تشریف لائے اور بطور ریفری فرائض سرانجام دیئے۔

دوروزہ مقابلہ جات میں مجموعی طور پر 20 نئے ریکارڈ قائم ہوئے جو کسی بھی چیمپئن شپ میں بننے والے ریکارڈز میں سب سے زیادہ ہیں۔

لاہور کے ایک سوئمر سکندر خان نے انڈر 19 میں 8 نئے ریکارڈ بنائے جو کسی بھی چیمپئن شپ کا ایک انفرادی ریکارڈ ہے جب کہ انڈر 12 میں محمد یحیٰی شاہد فیصل آباد نے 5 نئے ریکارڈ بنائے۔

اس چیمپئن شپ میں لاہور نے پہلی، فیصل آباد نے دوسری جب کہ جھنگ نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ ضلع جھنگ کی ٹیم میں تمام کھلاڑی ربوہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کھلاڑیوں کے لئے رہائش کا انتظام ایوان محمود اور انصاراللہ کے گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا جب کہ طعام کا انتظام ایوان محمود میں ہی تھا۔

مورخہ 22 اگست کی آخری دعوت کا انتظام گلشن احمد نرسری میں کیا گیا۔ تمام مقابلہ جات صبح 9 بجے تا 11:30 اور سہ پہر

5:30 تا 9:00 بجے رات منعقد ہوتے رہے۔

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم کامران احمد بٹ صاحب جنرل سیکرٹری پاکستان سوئمنگ ایسوسی ایشن تھے۔ اپنے اختتامی خطاب میں انہوں نے کہا کہ ربوہ سوئمنگ پول میں منعقد ہونے والی چیمپیئن شپ اس لحاظ سے انفرادی خصوصیت کی حامل ہے کہ مجموعی طور پر 20 ریکارڈ کا بننا، کسی بھی کھلاڑی کا 8 نئے ریکارڈ بنانا اور پنجاب کی سطح پر پول ڈیک پر کمپیوٹر کا استعمال اپنی ذات میں ایک ریکارڈ ہے۔ نیز پول اور آفیشلز کے بارے میں انتظامات کسی بھی نیشنل چیمپیئن شپ سے کم نہیں۔ انہوں نے جھنگ سوئمنگ ایسوسی ایشن کے عہدیداران کا خصوصی شکریہ ادا کیا اور تمام معاملات کو قدر کی نگاہ سے سراہا۔

اس سوئمنگ چیمپیئن شپ کی رپورٹنگ درج ذیل قومی اخبارات نے مورخہ 23 اگست 2003ء کے شماروں میں کی۔

☆ ڈان ☆ ڈیلی ٹائمز ☆ دی نیشن ☆ نوائے وقت

آل پاکستان بیڈمنٹن ٹورنامنٹ

منعقدہ یکم اکتوبر تا 4 اکتوبر 2003ء بمقام کوئٹہ

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام ضلع کوئٹہ کو آل پاکستان بیڈمنٹن ٹورنامنٹ منعقد کروانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس ٹورنامنٹ میں پاکستان بھر سے 6 علاقہ جات کوئٹہ، ربوہ، لاہور، کراچی، گوجرانوالہ اور حیدر آباد کے 31 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ ٹورنامنٹ کا باقاعدہ افتتاح یکم اکتوبر کو 5 بجے سہ پہر مکرم و محترم احسان الحق صاحب امیر ضلع کوئٹہ نے فرمایا۔

ٹورنامنٹ میں تین ایونٹ رکھے گئے۔

ٹیم ایونٹ:

اس ایونٹ میں چار ٹیموں نے شرکت کی۔ ربوہ نے لیگ کے تینوں میچ جیت کر جب کہ کوئٹہ نے 2 میچ جیت کر فائنل کے لئے کوالیفائی کیا۔ لاہور ایک اور کراچی کوئی میچ نہ جیت سکا۔ اس طرح فائنل سمیت کل 7 میچز ہوئے۔ فائنل ٹیم ایونٹ میں ربوہ نے کوئٹہ سے 1-3 سے کامیابی حاصل کر کے ٹورنامنٹ جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔

سنگل میچز:

اس ایونٹ میں کل 31 کھلاڑیوں نے شرکت کی اور فائنل سمیت کل 31 میچز کھیلے گئے۔ سنگل لیگ کا فائنل احمد ابراہیم کوئٹہ اور فہیم احمد ربوہ کے مابین ہوا۔ احمد ابراہیم نے فہیم احمد کو 15/13-15/11 سے ہرا کر سنگل فائنل جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔

ڈبل میچز:

ڈبل میچز میں فائنل سمیت کل 16 میچز کھیلے گئے۔ ڈبل لیگ کا فائنل داؤد احمد اور شاہد احمد بمقابلہ معظم احمد اور بابر احمد کھیلا گیا۔ یہ فائنل داؤد احمد اور شاہد احمد ربوہ نے 15/8-15/11 سے جیت کر ڈبل فائنل جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔

ٹورنامنٹ کے اختتام پر مکرم ومحترم احسان الحق صاحب امیر ضلع نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

خاکسار قیادت ضلع کوئٹہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے غیر معمولی طور پر آل پاکستان بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کو کامیاب کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی انہیں ایسے کامیاب مقابلہ جات کے انعقاد کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا آل پاکستان مارشل آرٹ ٹیلنٹ کانٹسٹ 2003

مورخہ 5 اکتوبر 2003ء بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے شعبہ صحت جسمانی کے تحت دوسرے آل پاکستان احمدیہ مارشل آرٹ ٹیلنٹ کانٹسٹ 2003ء کی افتتاحی تقریب ایوان محمود ہال میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی محترم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت تھے۔ تمام شمولیت کنندگان نے اپنے اپنے سٹائل کا مظاہرہ پیش کیا۔ اس کے بعد باقاعدہ مقابلوں کا آغاز ہوا۔

اس ٹورنامنٹ میں لاہور، سیالکوٹ، بدوملہی، ملتان، اسلام آباد، کراچی، حیدرآباد، کوئٹہ، ربوہ، چنیوٹ اور فیصل آباد کے 70 کھلاڑیوں نے حصہ لیا، جن میں سے 27 غیر از جماعت کھلاڑی تھے۔ ان کھلاڑیوں کا تعلق مارشل آرٹ کے سٹائلز ٹائی کوانڈو (کورین کراٹے)، شوتوکان (جاپانی کراٹے)، بانڈو (برمی کراٹے)، ووشو اور کنگفو (چائنیز کراٹے) سے تھا اور یہ مقابلے وائٹ، ییلو، گرین، بلیو، ریڈ اور بلیک بیلٹس کے درمیان ہوئے۔

ان مقابلوں کا اختتام شام 5:30 بجے ہوا۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی محترم خواجہ ایاز احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ تھے۔ ان مقابلوں میں ٹائیکوانڈو نے پہلی، ووشو نے دوسری اور بانڈو نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ آخر میں مہمان خصوصی نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے۔

ان مقابلوں کے چیف آرگنائزر مکرم سید نادر سیدین صاحب بلیک بیلٹ فورڈان (ورلڈ ٹائی کوانڈو فیڈریشن کوریا) (یونیورسل ٹائی کوانڈو فیڈریشن امریکہ) تھے۔ جیوری کے فرائض مکرم عبدالحمید صاحب اور مکرم حاجی فیاض احمد (ووشو فیڈریشن) نے اور ریفری کے فرائض مکرم نسیم احمد (ٹائیکوانڈو) اور مکرم جاوید احمد (بانڈو) نے انجام دیئے۔

ان مارشل آرٹس مقابلوں کی رپورٹنگ درج ذیل قومی اخبارات نے کی۔

☆ روزنامہ جنگ لاہور، 9 اکتوبر 2003ء۔ ☆ روزنامہ آواز لاہور 8 اکتوبر 2003ء

المیزان آئل ایجنسیز

ڈیلز:

شارجہ لیوب P.S.O کالٹیکس، شیل،
کین لیوب، بریک آئل، گریس او رفلٹر

293۔ جنرل بس اسٹینڈ سرگودھا

فون:0300-6001492
0451-210792

***

قارئین ''خالد'' کو نیا سال مبارک ہو

منجانب

قائد مجلس خدام الاحمدیہ وارا کین عاملہ
مجلس کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ

A PAST FULL OF PRIDE
A PROMISSING FUTURE

ظفر بک ڈپو

کالج روڈ ربوہ

کتب نرسری تا ایم ۔ اے،سٹیشنری، نئے سال
کی ڈائریاں، گفٹ آئٹمز، گریٹنگ
کارڈ، پینٹنگ کلرز، جنرل بکس،
بکس مقابلہ جات، سکول و کالج بیگ

فون:04524-214496

***

ربوہ میں کمپیوٹر کی ٹریننگ کا معیاری ادارہ MACLS

ربوہ میں پہلی بار CISCO CERTIFICATION کا آغاز
CCNA 2 Months, CCNP 3 Months,
CCIE 3 Months, CCDA 3 Months,

اس کے علاوہ

Computer Basic, Graphics Designing,
Hardware Course, Web Designing,
MCSE, OCP,ICS کی مکمل تیاری

ماڈرن اکیڈمی آف کمپیوٹر اینڈ لینگوئج سٹڈیز

کالج روڈ ربوہ فون:212088

***

اشاریہ ماہنامہ ''خالد'' 2003ء

(مرتبہ: میرانجم پرویز)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جنوری	عجز وانکسار	سہیل احمد ثاقب
فروری	عفوو درگذر	غلام مصباح بلوچ
مارچ	توکل کا مینار	میرانجم پرویز
اپریل	غرباء سے حسن سلوک	سہیل احمد ثاقب
جون	بچوں پر شفقت	میرانجم پرویز
ستمبر	ولادت اور قبل از ولادت کے حالات	ملک محمد اکرام
اکتوبر	آنحضرتؐ کا پاکیزہ بچپن	آصف احمد خان
نومبر	پیشگوئی حضرت محمد ﷺ اور ہندومت	لقمان احمد کشور
دسمبر	آنحضرتؐ کی عاجزی وانکسار	درویش خان مندرانی

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جنوری	منکسر المزاجی	طاہر احمد مختار
فروری	دشمنوں سے حسن سلوک	مرزا عرفان قیصر
مارچ	یقین کامل	مرزا عرفان قیصر
مارچ	اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَایُضَاعُ وَقْتُہٗ	عطیہ سیمی
اپریل	غریب پروری	مرزا عرفان قیصر
مئی	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری سفر	حضرت ظہور الدین اکمل
جون	بچوں سے حسن سلوک	طاہر احمد مختار
جولائی	ہمارے مہدی علیہ السلام	احمد طاہر مرزا
اکتوبر	ہمارے مہدی علیہ السلام	احمد طاہر مرزا
نومبر	جودوسخا	مظفر احمد شہزاد
دسمبر	بچوں کی تربیت	احمد طاہر مرزا

خلافت/خلفائے کرام

فروری	پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت	حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
//	حضرت مصلح موعود کی باون علامات	مرسلہ: رضوان احمد ناز
//	حضرت مصلح موعود کے مباہلے	سید مبشر احمد ایاز
مارچ	//	//
اپریل	حضرت مصلح موعود کے مباہلے	سید مبشر احمد ایاز
مئی	خلافت احمدیہ	ادارہ
//	سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاول نوراللہ مرقدہ	شکیل احمد ناصر
//	برکات خلافت	احسان اللہ دانش
ضمیمہ مئی	دوسری قدرت جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی	ادارہ
//	خلافت خامسہ کے آغاز پر عہد	//
//	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا سوانحی خاکہ	//
//	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا سوانحی خاکہ	//
جون	خلافت ہے لطف خدائے منان	ادارہ
//	سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔طلبہ سے ہمدردی	عامر شہزاد عادل
جولائی	قدرت ثانیہ کے دور خامس کا مبارک آغاز	مولانا دوست محمد شاہد
اگست	حضرت مصلح موعود کا کردار اور رہنمائی تحریک پاکستان میں	مرسلہ: مرزا خلیل احمد قمر
دسمبر	حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا بلند مقام	شفیق احمد ججہ

مجالس عرفان وخطبات

جنوری	مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ	ادارہ
فروری	نظر لگ جانے سے کیا مراد ہے؟ (مجلس عرفان)	حضرت مصلح موعود
مارچ	جنوں کی حقیقت (مجلس عرفان)	حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
اپریل	علوم نجوم ودست شناسی (مجلس عرفان)	حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
مئی	یادگار خطابات (خلفائے احمدیت بعد از انتخاب)	ادارہ
ضمیمہ مئی	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا خطاب عام	ادارہ
جون	مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ	ادارہ
جولائی	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام	ادارہ
//	مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ	ادارہ
اگست	حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا پیغام	ادارہ
//	مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ	ادارہ
ستمبر	وقت پر نمازوں کی ادائیگی	خطاب حضور انور
//	مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ	ادارہ
اکتوبر	مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ	ادارہ
نومبر	مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ	ادارہ
دسمبر	مجلس عرفان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ	ادارہ

رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جنوری	حضرت میاں خیر دین صاحب	ظہور احمد مقبول
مارچ	عاشقان حضرت مسیح موعود علیہ السلام	سہیل احمد ثاقب
جون	حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب لدھیانوی	رضوان احمد طیب
جولائی	حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قسط اول)	محترم میر مسعود احمد
اگست	حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قسط دوم)	محترم میر مسعود احمد
ستمبر	حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قسط سوم)	محترم میر مسعود احمد
//	حضرت حکیم شہامت خان صاحب	احمد طاہر مرزا
اکتوبر	حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قسط چہارم)	محترم میر مسعود احمد
//	حضرت مولوی رحمت علی صاحب	عطاء الوحید باجوہ
نومبر	حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قسط پنجم)	محترم میر مسعود احمد
دسمبر	حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قسط ششم)	محترم میر مسعود احمد

تربیتی مضامین

اپریل	مطالعہ کتب وملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت	ساجد محمود بٹر
جون	وسعت حوصلہ	مہتمم تربیت
//	دعا کے معجزے	پرویز پروازی
//	ہنر سیکھنے کی اہمیت	ادارہ
جولائی	فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ	شفقت احمد قمر
اکتوبر	بے کاری گناہ ہے	فرید احمد نوید
نومبر	رمضان المبارک از ارشادات حضرت مسیح موعودؑ	طارق محمود بلوچ
//	زبانیں سیکھنے کی اہمیت	فرخ شاد
دسمبر	صفائی ایمان کا حصہ ہے	مظفر احمد شہزاد

تاریخ احمدیت

جنوری	سن ہجری شمسی۔ نیا کیلنڈر	لطیف احمد عارف
جنوری	جماعت احمدیہ اور صحافت	حافظ راشد جاوید
مارچ	جلسہ سالانہ آب خورے	ڈاکٹر پرویز پروازی
ستمبر	دفاع پاکستان اور جماعت احمدیہ	ادارہ

تعارف کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جنوری	''نسیم دعوت''	عبدالحق بدر
فروری	''سناتن دھرم''	عبدالحق بدر
مارچ	''تذکرۃ الشہادتین''	عبدالحق بدر
اپریل	''لیکچر لاہور''	عبدالحق بدر
مئی	''لیکچر سیالکوٹ''	عبدالحق بدر
جون	''لیکچر لدھیانہ''	عبدالحق بدر
جولائی	''الوصیت''	عبدالحق بدر
اگست	''چشمہ مسیحی''	عبدالحق بدر
ستمبر	''تجلیات الٰہیہ''	عبدالحق بدر
اکتوبر	''قادیان کے آریہ اور ہم''	عبدالحق بدر
//	''اعجاز المسیح'' کا تعارف ومضامین	مقبول احمد ظفر
نومبر	''براہین احمدیہ حصہ پنجم''	عبدالحق بدر

سائنس / کمپیوٹر

فروری	'کان' خالقیت کا ایک شاہکار	محمد ثاقب
مارچ	ڈیجیٹل اور اینالاگ سسٹم کا فرق	منصور احمد جمیل
اپریل	وقت ایک سائنسی تحقیقاتی مقالہ	عبدالحلیم
مئی	ڈائنوسارس	عبدالحلیم سحر
جون	کیا مریخ پر پانی موجود ہے؟	مرسلہ: فہد اشرف
نومبر	تسخیر کائنات	انعام اللہ
دسمبر	اردو ای میل کرنے کا طریق	مرسلہ: محمد طاہر محمود بھٹی

طبابت

جنوری	ذہنی صحت کو بہتر بنائیں	انتصار احمد ازکی
جولائی	سارس کے بارہ میں حفاظتی اقدامات	طاہر ہومیو ریسرچ انسٹیٹیوٹ
نومبر	سیب کے خواص	حکیم منور احمد عزیز

ادب

جنوری	الہام کلام اُس کا	امۃ الباری ناصر
//	اسد اللہ خان غالب	میر انجم پرویز
فروری	الہام کلام اُس کا	امۃ الباری ناصر
//	اسد اللہ خان غالب	میر انجم پرویز
اپریل	اُردو زبان کا غیر معمولی ارتقاء	محمد یعقوب امجد
مئی	خاتم الشعراء مرزا اسد اللہ خاں غالب	فرخ شاد
جون	شیخ امام بخش ناسخ	شکیل احمد ناصر

اگست	الہام کلام اُس کا (قسط اول)	لمۃ الباری ناصر
//	اُردو زبان کے تلفظ کا تذکرہ (قسط اول)	محمد یعقوب امجد
ستمبر	الہام کلام اس کا (قسط دوم و آخر)	لمۃ الباری ناصر
//	اُردو زبان کے تلفظ کا تذکرہ (قسط دوم)	محمد یعقوب امجد
اگست	// (قسط سوم)	//
دسمبر	میں اسے کبھی نہیں بھول سکتی	کیپٹن شمیم احمد خالد

مزاح

جنوری	کرکٹ	مرسلہ: فاتح احمد ناصر
فروری	چارپائی اور کلچر	//
اپریل	مسکرائیے	ادارہ
مئی	//	//
جون	//	//
جولائی	//	//
نومبر	مسکرائیے	شفیق احمد ججہ
دسمبر	ہنسنا منع ہے	انعام الحق بٹ

منظومات وغزلیات

جنوری	نیا سال	فیض احمد فیض
//	قطعات	عبدالکریم قدسی
فروری	بیادِ مصلح موعود	ناصر احمد پرویز پروازی
//	خدام	عبدالسلام اسلام
//	مولیٰ بس	مبارک احمد ظفر
//	محبت کیوں بھلانا کام ہوگی	ڈاکٹر حنیف احمد قمر
مارچ	میں کیا لکھوں مسیح وقت کی سیرت	ڈاکٹر عارف ثاقب
//	دیے ہم فقیروں کے جلتے رہے	جمیل الرحمٰن ۔ ہالینڈ
//	وہ پھر اُجال گیا اپنے بے نشانوں کو	ناصر احمد سید
اپریل	بس تجھے مدنظر رکھتا ہوں	عنایت اللہ بلوچ
//	ناچیز ہی رہنے دو......	ڈاکٹر محمد عامر خان
مئی	قدرت ثانیہ	محترم سید محمود احمد
//	خلیفہ خدا بناتا ہے	عبدالسلام اختر
جون	خلافت سے زندہ دلوں میں خدا	میر اللہ بخش تسنیم
//	تیری یادوں سے معطر تھا ہر اک لمحہ اس کا	محترم عطاء المجیب راشد
//	اُس کی رحمت کی انتہاء ہی نہیں	سلیم شاہجہانپوری
//	جاں سوز و جگر سوز و نظر سوز ہے گرمی	عبدالسلام اختر
//	کون میری بزم خلوت میں اچانک آ گیا	ڈاکٹر عارف رفیق
//	راہ مضمون تازہ بند نہیں	ولی دکنی
جولائی	محمد ﷺ (نعت)	حافظ برہان محمد خان
//	تیری یادوں سے معطر تھا ہر اک لمحہ اُس کا	محترم عطاء المجیب راشد
اگست	میرے وطن مجھے تیرے اُفق سے شکوہ ہے	کلام طاہرؒ
//	وقف کرنا جاں کا ہے ہاں واقعی کسب کمال	ضیاء اللہ مبشر
//	پھر آج اپنی ناؤ بھنور سے گذر گئی	نجیب احمد فہیم
ستمبر	سدا قائم رہے گی اب خلافت احمدیت کی	سراج الحق قریشی
//	میرا کرشن ثانی	عبدالسلام اسلام
//	اک ماہِ نو نے پھر سے بگڑی مری بنا دی	ضیاء اللہ مبشر
//	کوئی پیاس کہیں رہ جاتی ہے	عبیداللہ علیم
اکتوبر	وہ بھی تھا اک نور یہ بھی نور تھا	عبدالکریم قدسی
//	مامور ابن منصور ہوا	مبارک احمد ظفر
نومبر	یہ دو آنکھیں ہیں شعلہ زا	کلام طاہرؒ
//	اشک در اشک دعاؤں کے خزینے ہوں گے	نورالجمیل نجمی
//	جو رہی سو بے خبری رہی	سراج دکنی
//	کیفیتِ دعا/ قبولیتِ دعا	مقصود الحق ۔ جرمنی
دسمبر	خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس	غالب
//	ہمارے پیارے آقا کو خدا عمرِ خضر بخشے	الحاج محمد افضل خان ترکی
//	خود اندھیرے میں ہیں دنیا کو دکھاتے ہیں چراغ	احمد فراز
//	آنکھوں کی رم جھم	مقصود احمد منیب
//	آج بازار میں پابجولاں چلو	فیض احمد فیض

کھیل اور کھلاڑی

جنوری	کرکٹ ورلڈ کپ 2003	رضوان احمد ناز
اپریل	مختلف کھیلوں کا تعارف	منصور احمد نورالدین
جولائی	بل فائٹنگ	قیصر محمود

شخصیات

جون	حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ	توقیر احمد آصف

اگست	الکندی	عبدالکبیر قمر
اکتوبر	برصغیر کے نوبل انعام یافتگان	خواجہ عاصم منظور
دسمبر	الحاج محمد افضل خان ٹرکی	مرسلہ: سید عبدالحی شاہ
//	ہنگرین مستشرق پروفیسر ڈاکٹر جولیس جرمانوش	ڈاکٹر پرویز پروازی

سیر وسیاحت

مارچ	کنکورڈیا کی سیر (قسط اول)	محمد لطیف قیصر
اپریل	کنکورڈیا کی سیر (قسط دوم)	محمد لطیف قیصر
جولائی	خوبصورت وادی طغر	سیف الرحمٰن سیفی
ستمبر	وادی نُخلہ	شفقت احمد قمر

تبصرہ کتب

جون	''بہتر ہے اقبال اپنے قلم کو روک لیں''	تبصرہ: فرخ شاد
//	''سفر آخرت آداب ومسائل''	تبصرہ: فرخ شاد
اکتوبر	''کاروانِ حیات''	تبصرہ: فرخ شاد

رپورٹس واعلانات

جنوری	تقریب تقسیم انعامات	ادارہ
//	مکرم عبدالوحید صاحب راہ مولیٰ میں قربان	//
//	سالانہ رپورٹ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن	ڈاکٹر محمد احمد اشرف
فروری	قرار دادِ تعزیت بروفات محترم سید میر مسعود احمد صاحب	ادارہ
//	سالانہ پرچہ میں +A حاصل کرنے والے خدام کے نام	مہتمم تعلیم
//	نتائج سالانہ مقابلہ جات 02-2001	معتمد
//	قرار دادِ تعزیت بروفات مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب	ادارہ
مارچ	رپورٹ خدمت خلق	مہتمم خدمت خلق
//	ایک تقریب کی رپورٹ	معتمد
مئی	تحریک وقف زندگی واعلان داخلہ جامعہ احمدیہ	وکیل الدیوان
//	رپورٹ دسویں سالانہ علمی مقابلہ جات	مہتمم تعلیم
ضمیمہ مئی	حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ انتقال فرما گئے	ادارہ
//	رپورٹ انتخاب خلافت وعالمی بیعت	ادارہ
جولائی	رپورٹ سیمینار یوم خلافت	مہتمم تربیت
//	رپورٹ سینتالیسویں سالانہ تربیتی کلاس	ادارہ
اگست	میاں صدیق بانی انعامی سکالرشپ کی نئی سکیم	نظارت تعلیم

اکتوبر	رپورٹ نویں آل پاکستان سالانہ صنعتی نمائش	مہتمم صنعت وتجارت
نومبر	آل پاکستان والی بال و باسکٹ بال ٹورنامنٹ	مہتمم صحتِ جسمانی
دسمبر	تقریب تقسیم انعامات	ادارہ

متفرق

جنوری	ہمارے مشاغل	سید نادر سیدین
//	شرائط بیعت	ادارہ
اپریل	اشاریہ ماہنامہ خالد 02-2001	مرتبہ: ظہور الٰہی توقیر
جون	تیسری عالمی ایٹمی جنگ (قسط اول)	ساجد محمود بٹر
جولائی	قرآن فہمی کے اصول	مکتوب حضرت مصلح موعود
//	کوہسار	عامر شہزاد عادل
//	تیسری عالمی ایٹمی جنگ (قسط دوم)	ساجد محمود بٹر
//	حضرت مسیح علیہ السلام کے سفر	نصیب احمد بٹ
اگست	تیسری عالمی ایٹمی جنگ (قسط سوم)	ساجد محمود بٹر
//	حضرت خالد بن سعیدؓ	فرید احمد بھٹی
دسمبر	نظام بنکاری	محمد عباس احمد
//	برِصغیر میں رقوم لکھنے کی قدیم طرز	جمیل الرحمٰن رفیق

اداریے

جنوری	سالِ نو کی آمد پر	مدیر کے قلم سے
فروری	کامیابی کا ایک گر	//
مارچ	سحر ضرور آئے گی	//
اپریل	مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است	//
مئی	یوم خلافت	//
جون	خلافت	//
جولائی	تجدید بیعت	//
اگست	یاد دہانی	//
ستمبر	انعاماتِ الٰہیہ کے حصول کا طریق	//
اکتوبر	سفید چھڑی	//
نومبر	اے فطرتِ خوابیدہ اُٹھ اُٹھ کہ بہار آئی	//
دسمبر	غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کریں	ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

سالانہ رپورٹ فری میڈیکل کیمپس 2002-03

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد کیمپس	تعداد مریضان	اخراجات
1	ربوہ	490	48671	162466
2	لاہور	405	30095	208471
3	کراچی	167	17057	212802
4	سیالکوٹ	107	6807	23712
5	فیصل آباد	91	6351	57930
6	بہاولپور	77	800	4650
7	راولپنڈی	38	3095	26380
8	حیدرآباد	21	2151	31060
9	شیخوپورہ	19	1676	16950
10	سانگھڑ	19	1164	7220
11	منڈی بہاؤالدین	11	825	10710
12	اوکاڑہ	11	1302	21850
13	بدین	10	1360	4390
14	مٹھی	8	1100	22500
15	قصور	4	402	1200
16	ملتان	3	90	2000
17	جھنگ	2	400	6000
18	ٹوبہ ٹیک سنگھ	1	110	700
19	لودھراں	1	95	500
20	اسلام آباد	1	58	200
21	گلگت	1	92	1500
22	خدام الاحمدیہ مرکزیہ	3	841	17320
	ٹوٹل	1490	127644	852911

(مہتمم خدمت خلق)

دلِ شوریدہ کا خواب

تم نے بھی مجھ سے تعلق کوئی رکھا ہوتا
کاش یوں ہوتا تو میں اتنا نہ تنہا ہوتا

لب پر آجاتا کبھی دل سے اچھل کر مرا نام
تو میں اس جنبشِ لب کی طرح یکتا ہوتا

دل میں ہر لحظہ دھڑکتا یہ تمہارا احساں
اُس کی ہر ضرب سے سینے میں اُجالا ہوتا

ظلمتیں دل کی اُسی نور سے ہوتیں کافُور
نور یہ کتنا مدُھر کتنا رُوپہلا ہوتا

جب تصور کے نہاں خانہ میں ہنگامۂ عشق
ہم بپا کرتے تو کچھ اُس کا نہ چرچا ہوتا

جانتا کون ہمارے دلِ شوریدہ کا خواب
دیکھتا کون جو ہم دونوں نے دیکھا ہوتا

یوں ہی چھپ چھپ کے ملا کرتے پس پردۂ دل
دِل ہی دِل میں کسے معلوم کہ کیا کیا ہوتا

یوں ہی بڑھتی چلی جاتی رہ و رسمِ الفت
ہم نے جی کھول کے اک دوجے کو چاہا ہوتا

دل دھڑکتے جو کبھی راہ میں ملتے سرِ عام
بے دھڑک پیار کے اظہار کا دھڑکا ہوتا

مجھ سے تم نظریں چرا لیتے بدن لچا کر
پھر مجھے دیکھتے ایسے کہ نہ دیکھا ہوتا

یہ ادا دل کو لبھاتی تو ستاتی بھی بہت
سوچتا تم نہ مرے ہوتے تو پھر کیا ہوتا

میرے سب خواب بکھر جاتے سرابوں میں۔ بس ایک
ہر طرف پھیلا ہوا عالمِ صحرا ہوتا

اِس تصور سے کہ تم چھوڑ کے جاتے تو سدا
دل محبت کی اِک اِک بوند کو ترسا ہوتا

آنکھ سے میری برستا وہ لہو کہ پہلے
شاید ہی اَور کسی آنکھ سے برسا ہوتا

ڈوب جاتا اُسی خونابہ میں افسانۂ عشق
آنکھ کھلتی تو بس اک خواب سا دیکھا ہوتا

بہہ چکا ہوتا مری آنکھ سے سیلابِ بلا
نہ وہ موجیں کہیں ہوتیں نہ وہ دریا ہوتا

چھا چکی ہوتی جدائی کی سسکتی ہوئی رات
مجھے بانہوں میں شبِ غم نے لپیٹا ہوتا

چار سُو تم نہ دکھائی کہیں دیتے ۔ اک مَیں
اپنے ہی اشکوں میں بھیگا ہوا لیٹا ہوتا

دُور اِک عارضِ گیتی پہ ڈھلکتا ہوا اَشک
دیدۂ شب سے افق پار چھلکتا ہوتا

اُس میں ہر لحظہ لرزتا ہُوا بجھتا ہوا عکس
اک حسیں چاند سے چہرے کا جھلکتا ہوتا

کس نے لُوٹا ہوا ہوتا مرے چندا کا قرار
کروٹیں کس کی جدائی میں بدلتا ہوتا

یاد میں کس کی وہ آفاق پہ بہتا ہوا حُسن
نت نئی دنیا ۔ نئے دیس میں ڈھلتا ہوتا

عمر بھر میں بھی تمہیں ڈھونڈتا بے سود اگر
عالمِ خواب مرا ملجا و ماوٰی ہوتا

اب علاجِ غمِ تنہائی کہاں سے لاؤں
تم کہیں ہوتے تو اس غم کا مداوا ہوتا

اب کسے ڈھونڈوں تصور میں بسانے کے لئے
چاند کوئی نہ رہا اپنا بنانے کے لئے

میرے اِس دنیا میں لاکھوں ہیں مگر کوئی نہیں
میرا تنہائیوں میں ساتھ نبھانے کے لئے

(کلام طاہر۔ مطبوعہ لندن)

Monthly
KHALID
C. Nagar
Editor:
IsfandYar Muneeb
January 2004
Regd. CPL # 75/CR

مارشل آرٹ ٹیلنٹ کانٹیسٹ
کی افتتاحی تقریب کا ایک منظر

بیڈمنٹن ٹورنامنٹ کے کھلاڑی
مہمان خصوصی کے ساتھ

سوئمنگ میں اول ٹیم لاہور

مارشل آرٹ میں اعزاز پانے والے
شرکاء مہمان خصوصی کے ساتھ

(رپورٹ اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)